﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جمعۃ المبارک 01 مئی 2015ء

12 رجب 1436 ہجری قمری ❁ 01 ہجرت 1394 ہجری شمسی

جلد 22 شمارہ 18

غور و فکر کی حدود

حضرت ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی مخلوق کے بارہ میں غور و فکر کیا کرو لیکن اللہ کی ذات کے بارہ میں نہ سوچو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ تم اس کی قدرت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

(العظمة جلد 1 صفحه 215 حديث نمبر 4-5 باب الامر بالتفكر فی آيات الله از عبد الله بن محمد اصبهانی۔ دار العلميه رياض)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ ظلم اور شرارت کا برتاؤ رکھتا ہے ممکن نہیں کہ وہ دوسروں کے ساتھ بھی بھلائی کر سکے کیونکہ خدا نے آدم کو پیدا کر کے سب سے پہلے آدم کی محبت کا مصداق اس کی بیوی کو ہی بنایا ہے۔ پس جو شخص اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا اور یا اس کی خود بیوی ہی نہیں وہ کامل انسان ہونے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔

’’شفاعت کا لفظ شفع کے لفظ سے نکلا ہے جو زوج کو کہتے ہیں پس جو شخص فطرتی طور پر ایک دوسرے شخص کا زوج ٹھہر جائے گا ضرور اس کی صفات میں سے حصہ لے گا۔ اسی اصول پر تمام سلسلہ خلقی توارث کا جاری ہے۔ یعنے انسان کا بچہ انسانی قویٰ میں سے حصہ لیتا ہے اور گھوڑے کا بچہ گھوڑے کے قویٰ میں سے حصہ لیتا ہے اور بکری کا بچہ بکری کے قویٰ میں سے حصہ لیتا ہے اور اسی وارثت کا نام دوسرے لفظوں میں شفاعت سے فیضیاب ہونا ہے کیونکہ جبکہ شفاعت کی اصل شفع یعنی زوج ہے۔ پس تمام مدار شفاعت سے فیض اٹھانے کا اس بات پر ہے کہ جس شخص کی شفاعت سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اُس سے فطرتی تعلق اُس کو حاصل ہو تا جو کچھ اُس کی فطرت کو دیا گیا ہے اس کی فطرت کو بھی وہی ملے۔ یہ تعلق جیسا کہ وہبی طور پر انسانی فطرت میں موجود ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کیا یک جز ہے ایسا ہی کسبی طور پر بھی یہ تعلق زیادت پذیر ہے۔ یعنی جب ایک انسان یہ چاہتا ہے کہ جو فطرتی محبت اور فطرتی ہمدردی بنی نوع کی اس میں موجود ہے اس میں زیادت ہو تو اس میں بقدر دائرہ فطرت اور مناسبت کے زیادت بھی ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر قوت عشقی کا تموّج بھی ہے کہ ایک شخص ایک شخص سے اس قدر محبت بڑھاتا ہے کہ بغیر اس کے دیکھنے کے آرام نہیں کر سکتا۔ آخر اس کی شدت محبت اس دوسرے شخص کے دل پر بھی اثر کرتی ہے اور جو شخص انتہا درجہ پر کسی سے محبت کرتا ہے وہی شخص کامل طور پر اور سچے طور پر اس کی بھلائی کو بھی چاہتا ہے چنانچہ یہ امر بچوں کی نسبت ان کی ماؤں کی طرف سے مشہود اور محسوس ہے۔

پس اصل جڑ شفاعت کی یہی محبت ہے جب اس کے ساتھ فطرتی تعلق بھی ہو کیونکہ بجز فطرتی تعلق کے محبت کا کمال جو شرطِ شفاعت ہے غیر ممکن ہے۔ اس تعلق کو انسانی فطرت میں داخل کرنے کے لئے خدا نے حوّا کو علیحدہ پیدا نہ کیا بلکہ آدم کی پسلی سے ہی اس کو نکالا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وَخَلَقَ مِنها زَوجَهَا (النساء : 2) یعنے آدم کے وجود میں سے ہی ہم نے اس کا جوڑا پیدا کیا جو حوّا ہے تا آدم کا یہ تعلق حوّا اور اس کی اولاد سے طبعی ہو نہ بناوٹی۔ اور یہ اس لئے کیا کہ تا آدم زادوں کے تعلق اور ہمدردی کو بقا ہو کیونکہ طبعی تعلقات غیر منفک ہوتے ہیں مگر غیر طبعی تعلقات کے لئے بقا نہیں ہے کیونکہ ان میں وہ باہمی کشش نہیں ہے جو طبعی میں ہوتی ہے۔ غرض خدا نے اس طرح پر دونوں قسم کے تعلق جو آدم کے لئے خدا سے اور بنی نوع سے ہونے چاہئے تھے طبعی طور پر پیدا کئے۔

پس اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ کامل انسان جو شفیع ہونے کے لائق ہو وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے ان دونوں تعلقوں سے کامل حصہ لیا ہو اور کوئی شخص بجز ان ہر دو قسم کے کمال کے انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے آدم کے بعد یہی سنّت اللہ ایسے طرح پر جاری ہوئی کہ کامل انسان کے لئے جو شفیع ہو سکتا ہے یہ دونوں تعلق ضروری ٹھہرائے گئے یعنی ایک یہ تعلق کہ ان میں آسمانی روح پھونکی گئی۔ اور خدا نے ایسا ان سے اتّصال کیا کہ گویا ان میں اتر آیا۔ اور دوسرے یہ کہ بنی نوع کی زوجیت کا وہ جوڑ جو حوّا اور آدم میں باہمی محبت اور ہمدردی کے ساتھ مستحکم کیا گیا تھا ان میں سب سے زیادہ چمکایا گیا۔ اسی تحریک سے ان کو بیویوں کی طرف بھی رغبت ہوئی اور یہی ایک اوّل علامت اس بات کی ہے کہ ان میں بنی نوع کی ہمدردی کا مادہ ہے۔ اور اسی کی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ بِاَهْلِهٖ۔ یعنے تم میں سے سب سے زیادہ بنی نوع کے ساتھ بھلائی کرنے والا وہی ہو سکتا ہے کہ پہلے اپنی بیوی کے ساتھ بھلائی کرے۔ مگر جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ ظلم اور شرارت کا برتاؤ رکھتا ہے ممکن نہیں کہ وہ دوسروں کے ساتھ بھی بھلائی کر سکے کیونکہ خدا نے آدم کو پیدا کر کے سب سے پہلے آدم کی محبت کا مصداق اس کی بیوی کو ہی بنایا ہے۔ پس جو شخص اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا اور یا اس کی خود بیوی ہی نہیں وہ کامل انسان ہونے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے اور شفاعت کی دو شرطوں میں سے ایک شرط اس میں مفقود ہے۔ اس لئے اگر عصمت اس میں پائی بھی جائے تب بھی وہ شفاعت کرنے کے لائق نہیں لیکن جو شخص کوئی بیوی نکاح میں لاتا ہے وہ اپنے لئے بنی نوع کی ہمدردی کی بنیاد ڈالتا ہے کیونکہ ایک بیوی بہت سے رشتوں کا موجب ہو جاتی ہے اور بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی بیویاں آتی ہیں اور بچوں کی نانیاں اور بچوں کے ماموں وغیرہ ہوتے ہیں اور اس طرح پر ایسا شخص خواہ نخواہ محبت اور ہمدردی کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کی اس عادت کا دائرہ وسیع ہو کر سب کو اپنی ہمدردی سے حصہ دیتا ہے لیکن جو لوگ جوگیوں کی طرح نشو و نما پاتے ہیں ان کو اس عادت کے وسیع کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا۔ اس لئے ان کے دل سخت اور خشک رہ جاتے ہیں‘‘۔

(عصمت انبیاء علیہم السلام۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 659 تا 661)

1974ء کے پُرآشوب حالات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا

مسکراتا حوصلہ دیتا وجود

امۃ الشافی سیال (بنت حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت عہد کی یادیں تازہ کرنے کے لئے کچھ اپنے متعلق عرض کرنا پڑے گا۔ ہم سب ایک درختِ وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔ ہر جزو اپنے کُل سے پیوستہ ہے۔ اسی پیوستگی میں حیات ہے، حوصلہ ہے، عزم ہے، برکت و رحمت ہے، تائید و نصرتِ الٰہی ہے۔ آپ کے دلیرانہ طرزِ عمل نے ثباتِ قدم اور استقلال عطا کیا۔ آپ کی دعاؤں نے ہمت و طاقت دی۔ اسی زادِ راہ کے ساتھ 1974ء کے پُرآشوب زمانہ میں خاکسار کو بھی احمدیانہ جرأت دکھانے کا محض فضلِ خداوند سے موقع ملا۔ خاکسار کسی لحاظ سے قابلِ ذکر نہیں ہے۔ میری اس تحریر کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما ہے کہ لوگ پڑھیں تو سمجھیں کہ اگر سپہ سالار حوصلہ مند ہو تو معمولی سپاہیوں کے حوصلے بھی بلند رہتے ہیں۔ تحریر کی شکستگی کے لئے معذرت خواہ ہوں اب عمر کے ایسے حصّے میں ہوں کہ سوچا جو جمع پونجی ہے تاریخ کے حوالے کر دوں۔ مضمون آفرینی مراد نہیں ہے۔

ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا پرانا خطبہ لگا ہوا تھا۔ پرانا تاریخوں کے لحاظ سے تھا ورنہ آپ کی کوئی بات پرانی نہیں لگتی حتی کہ خطبوں کے موضوعات ہی کو لیں تو لگتا ہے آج کے حالات پر نظر ہے۔ اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ہدایات اور ردِّ عمل دکھانے کے طریق سکھا رہے ہیں۔ آج جو خطبہ سن رہی تھی اُس میں یہ ارشاد تھا کہ تاریخ کی امانتیں تاریخ کے حوالے کر دینا بہتر ہوتا ہے۔ تعمیلِ ارشاد میں اُٹھی اور 1974ء کے پُرآشوب حالات میں گزرے واقعات قلم بند کرنے لگی ہوں۔ اس امید پر کہ شائد کسی کے کام آجائے، کوئی فائدہ اُٹھالے۔ میرے حق میں دعا کرے۔

1974ء میں میری رہائش چار سدّہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں تھی۔ یہ گاؤں ہماری زمینوں پر آباد ہے۔ صرف اکتیس (31) گھر ہیں جن میں ایک ہمارا باقی مزارع رہتے ہیں۔ یہ گاؤں دراصل میرے سُسر محترم اکرم خان درّانی صاحب کا تھا اور اسی نسبت سے ''ڈب اکرم خان'' کہلاتا تھا۔ میں اپنے گھر میں تنہا رہتی تھی۔ میرے شوہر 1968ء میں وفات پا گئے تھے اور بیٹا عزیزم محمد عالم درّانی آرمی آفیسر تھا جو تین سال انڈیا میں جنگی قیدی رہ کر واپس آیا تو کوئٹہ میں پوسٹنگ ہوگئی۔

گھر کے کاموں کی دیکھ بھال کے لئے ایک میاں بیوی ساتھ رہتے تھے۔ مخالفت کا طوفان اُٹھا تو چارسدہ بھی کسی سے پیچھے نہ رہا۔ جلسے جلوس شور شرابا شروع ہوگیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کو بے نقط سنائی جاتیں اور احمدیوں کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دی جاتیں۔ میں زیادہ تر گھر میں رہتی اس لئے حالات سے بے خبر تھی۔ ایک دن گھر سے نوکر کے ساتھ بینک جانے کے لئے نکلی۔ بینک پہنچی تو منیجر مجھے دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ کہنے لگا آپ کیوں آئی ہیں؟ میں نے کہا رقم لینے کے لئے۔ اُس نے کہا آپ یہ ہنگامہ دیکھ رہی ہیں یہ آپ کی جماعت کے خلاف ہے۔ ابھی اتنی ہی بات ہوئی تھی کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ آپ کو ڈپٹی کمشنر صاحب نے بلایا ہے۔ میں تو ڈی سی صاحب کو نہیں جانتی تھی نہ کبھی اُن کے دفتر گئی تھی مگر اس بلاوے پر جانا پڑا۔ ڈی سی صاحب نے کہا ''آپ ان دنوں یہاں نہ آیا کریں''۔ مَیں نے کہا کہ میں برقع میں آتی ہوں وہ بھی کبھی کبھار بینک آتی ہوں یا پشاور جانا ہو تو گھر سے نکلتی ہوں اور یہاں مجھے کوئی جانتا بھی نہیں۔ اُس نے کہا: آپ کو سب جانتے ہیں آپ اکرم خان درّانی صاحب کی بہو ہیں۔

اُن دنوں عقل سے کورے مخالفت میں اندھے مولوی لوگ فساد پر لوگوں کو اُکسانے کے لئے بکروں کی زبانوں کا ہار پرو کر بازاروں میں گھومتے اور لوگوں کو بتاتے کہ یہ ہمارے نوجوانوں کی زبانیں ہیں جو ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر مرزائیوں نے کاٹی تھیں۔ اس قسم کی بے سروپا باتیں پھیلا کر وہ تان یہاں پر توڑتے کہ مرزائی واجبِ قتل ہیں۔ ان کی جائدادیں جلانا یا لُوٹنا باعثِ ثواب ہے۔ عورتوں کی بے حُرمتی کرنا کارِ خیر ہے۔ جو جس قدر ان کو دُکھ دے گا اُسی حساب سے جنّت کے انعامات کا حقدار بنے گا۔ جنت اور اس قدر آسان!

عوام کالانعام احمدیوں پر پل پڑے۔ کہیں سے گھر جلنے کی خبر آتی کہیں سے لُٹنے کی۔ چارسدّہ میں ایک ہی احمدی گھرانہ تھا جو نقلِ مکانی پر مجبور ہوگیا۔ پشاور اور صوابی میں گھر لُوٹے اور جلائے گئے۔ کئی احمدی شہید ہوئے۔ مجھے تو پشاور کا نو احمدی جوان نہیں بھولتا وہ بہت ہی مخلص تھا تھوڑا عرصہ پہلے اُس کی شادی ہوئی تھی۔ نقاب شاہ خاندان میں اکیلا احمدی تھا۔ پشاور کے نائب امیر جماعت مکرم و محترم بابو محمد الطاف صاحب کا داماد تھا (اُس کی بیوی ممتاز بیگم میری گہری سہیلی تھی۔) اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے اور ورثاء کا خود حامی و ناصر ہو۔

میرے ایک عزیز نے مجھے پیغام بھجوایا کہ میں تو ربوہ جا رہا ہوں تم بھی چلو۔ فیصلہ آسان نہ تھا۔ میں نے اپنے دل کو ٹٹولا۔ جواب نفی میں تھا۔ اپنے اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گی۔ لوگ کیا کہیں گے احمدی جان کے خوف سے بھاگ گئے۔ میں نے سوچا میں بھی چلی گئی تو یہاں کوئی احمدی نہیں رہے گا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے میں نے اپنا جواب بھجوادیا کہ میں تو یہیں رہوں گی۔

لوگوں کے اشتعال میں شدّت آ رہی تھی۔ گھر میں کام کاج کے لئے آنے والوں نے بھی حیرت انگیز طور پر آنکھیں پھیر لیں۔ رات کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جمع ہوتے اور شدید غیظ و غضب میں نعرے بازی کرتے۔ ہمارے خاندان کے افراد کے نام لے لے کر گالیاں دیتے۔

اس طوفانِ حوادث میں گھری ہوئی اپنی تنہا بندی کے لئے الٰہی حفاظت کا سامان دیکھئے۔ بغیر میری کسی درخواست کے حکومت نے میری حفاظت کے لئے ایک تھانیدار اور بیس سپاہیوں (پولیس کے آدمیوں) کو متعیّن کر دیا۔ صبح آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک وہ ہمارے گھر کے باہر پہرہ دیتے۔ بیس اکیس آدمیوں کو صبح پانی، چائے۔ پھر دوپہر کا کھانا اور شام کی چائے بھجوانے کے اہتمام میں ازحد مصروفیت رہتی۔ اکیلے پن کا احساس ہی نہ ہوتا۔ رات کو تھک ہار کر گہری نیند سو جاتی۔ ہاں جب گالیوں کا شور حد سے بڑھ جاتا تو نیند کھل جاتی مگر ڈر خوف نہیں تھا۔ دل دعا کی طرف مائل رہتا اور سب احمدیوں کی خیر خیریت کے لئے دعائیں کرتی۔ رات کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے الگ انتظام کر دیا۔ ہماری زمینوں کے ٹھیکیدار بہت وفادار ثابت ہوئے۔ وہ رات کو تیس گھروں کے گرد اگرد چکر لگاتے تا کہ ہر قسم کی نقل و حرکت سے باخبر رہیں۔ مجھے پیغام بھجوایا کہ بی بی کو کہہ دیں کہ کوئی فکر نہ کریں جو کوئی بھی آئے گا ہم نمٹ لیں گے۔ کیا یہ سب انسان کے کام تھے؟ نہیں بلکہ میرا محافظ میرا خدا تھا اور ہے۔ اُس نے اپنے قریب تر آجانے کا احساس اس طرح دلایا کہ جب میں مہمانوں کے کھانے پینے کا بندوبست کرواتے ہوئے چلتی پھرتی تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی بابرکت ذات میرے ساتھ چمٹی ہوئی ہے۔ میں اُس ذاتِ پاک کی قسم کھا کر کہتی ہوں اس میں ذرّہ برابر مبالغہ نہیں ہے۔ آج اتنے برسوں کے بعد جب یہ بات یاد آئی ہے تو وہ لذّت عَود کر آئی ہے اُسے محسوس کر کے میری آنکھیں نم ہیں ثباتِ قدم بھی اُس نے بخشا اور اپنے ہونے کا احساس بھی۔

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

گاؤں کی عورتیں یہ دیکھنے کے لئے آتیں کہ بی بی کا بُرا حال ہوگا۔ مگر اُنہیں کیا علم تھا کہ بی بی کا سہارا خود خدا تعالیٰ ہے۔ اُن کی باتوں میں خوف، طعنہ، طنز اور مذاق ہوتا۔ حوصلہ شکنی اور دلخراشی ہوتی مگر مجھے مولا کریم نے ہمت و حوصلہ عطا فرمایا ہوا تھا۔

کم و بیش دس بارہ دن کے بعد چارسدّہ کے ڈپٹی کمشنر صاحب ہمارے گھر آئے اور مجھے کہا کہ آپ ربوہ چلی جائیں۔ میں نے کہا کہ مخالفت کی آگ تو پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے کتنے لوگ ربوہ جائیں گے۔ میں یہاں سے موت سے بچ کر ربوہ جانے کا سوچوں۔ موت مقدر ہے تو وہاں بھی آجائے گی۔ موت سے فرار ہو کر کہاں جا سکتے ہیں۔ انہوں نے دوسری تجویز یہ دی کہ اپنے چچا سُسر حاجی صفدر خان کے گھر چلی جائیں۔ میں نے جواب دیا کہ اُن کا گھر یہاں سے صرف تین میل کے فاصلے پر ہے۔ جو جلوس یہاں آئے گا وہ یہ خبر پا کر کہ میں چچا کے گھر گئی ہوں وہاں آجائے گا اس طرح میری وجہ سے اُن کو تکلیف ہوگی۔ میں اُن کی تکلیف کا باعث نہیں بننا چاہتی۔ تیسری تجویز یہ دی کہ اپنے بیٹے کے پاس کوئٹہ چلی جائیں۔ کوئٹہ جانے میں مسئلہ یہ تھا کہ میرا بیٹا Mess میں رہتا تھا وہاں کسی کو رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ وہ شریف النفس آدمی تھے میری باتوں میں معقولیت دیکھ کر واپس چلے گئے۔ جاتے جاتے باہر پولیس والوں کو سمجھا کر گئے کہ اکیلی عورت ہے خاص خیال رکھنا اگر کوئی مسئلہ ہوا تو انتظامیہ کی بہت بدنامی ہوگی۔

تھانیدار صاحب جو پہرے پر متعیّن تھے میری بہتری کے لئے فکر مند ہوگئے اور مجھے پیغام بھیجا کہ ''بی بی کلمہ پڑھ لیں آپ کی جان چھوٹ جائے اور ہماری بھی'' میں نے کہلا بھیجا کہ میں تو روز کلمہ پڑھتی ہوں تم کون سے کلمہ کی بات کرتے ہو۔

مَیں نے گاؤں میں بجلی لگوانے کے لئے درخواست دے رکھی تھی۔ ہمارے گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر بجلی کی لائن تھی۔ گاؤں تک لائن لانے کے لئے مجھے بہت دوڑ دھوپ کرنی پڑی تھی کبھی پشاور جانا پڑتا کبھی نوشہرہ جاتی۔ اُن دنوں مجھے محکمے کی طرف سے ایک خط ملا کہ پشاور آکر چیف انجینئر صاحب کو صورتِ حال سمجھائیں۔ مَیں نے ڈی سی صاحب کو درخواست لکھی کہ مجھے لازمًا پشاور جانا ہے۔ اُن کا پیغام ملا کہ آپ مقررہ تاریخ پر جائیں مَیں چار سدّہ سے آگے جہاں سے پشاور کا راستہ شروع ہوتا ہے پہرہ لگوا دوں گا۔ جب میں سڑک پر آئی تو سڑک کے دونوں طرف دس دس قدم کے فاصلے پر ایک سپاہی کھڑا تھا۔

کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

ایک دن میرے ہمسایہ سے جو میرے عزیز بھی تھے نوکر نے گیٹ پر بلا کر یہ پیغام دیا کہ کل جمعہ ہے جلوس نکلے گا اور آپ کی طرف آئے گا آپ پچھلے دروازہ سے نکل کر گنّے کے کھیت میں چھپ جانا۔ مَیں نے جواب دیا میں گنّے کے کھیت میں جانے کی بجائے گیٹ کھول کر کھڑی ہوجاؤں گی۔ وہ اگر مار سکتے ہیں تو ماریں۔ وہ بیچارہ میرا ہمدرد میرا جواب سُن کر واپس چلا گیا۔ ایک ہمارے گھر کا پلا بڑھا لڑکا جلسوں میں بڑا پیش پیش تھا۔ اُس نے ہمارے نوکر کو دھمکی دی کہ بی بی کی حفاظت سے ہاتھ اُٹھا لو ورنہ تمہاری چمڑی اُدھیڑ کر اُس میں بُھوسہ بھروا دوں گا۔ میں نے اُس لڑکے کو بلوایا اور کہا: ''احمدیت میں نے قبول کی ہے۔ ہمت ہے تو میری چمڑی ادھیڑ اور اس میں بھوسہ بھروا دو۔''

اللہ تعالیٰ نے عجیب رُعب عطا فرما دیا تھا۔ میری ایک ایک بات اُن کی بہادری کے دعووں اور اکڑفوں کو ختم کر دیتی۔ اللہ تعالیٰ کے نوازنے کے اپنے انداز ہیں۔ مَیں اپنی ایک سہیلی مکرمہ شمیم شریف صاحبہ کا ذکر کرتی ہوں ہماری صدر لجنہ اور پشاور یونیورسٹی میں ہوم اکنامکس کی لیکچرار تھیں۔ سرکاری بنگلے میں رہتی تھیں۔ جلوس نے اُن کے گھر کا سارا سامان باہر نکال کر آگ لگا دی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بہتر سامان دیا۔ امریکہ میں شادی ہوگئی وہاں بھی خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔

اندازاً اکیس دن کے بعد ستمبر کی سات تاریخ آگئی جب ملک کے اربابِ حل و عقد نے وہ فیصلہ کیا جو ہماری نہیں خود اُن کی قسمت پر مُہر ہوگیا۔ ممکنہ گڑبڑ کے خیال سے پہلے ہی ہمارے گھر کی چھت پر توپیں نصب کر دی گئیں۔ مجھے علم نہیں کہ کتنی توپیں تھیں۔ یہ خبریں مجھے مزارعوں سے ملتیں۔ فیصلہ آنے سے عوام کچھ ٹھنڈے ہو کر بیٹھے۔ کمشنر صاحب نے پولیس کی جگہ ملیشیا کے جوان پہرے کے لئے متعیّن کر دیئے۔ مجھے یہ فرق پڑا کہ یہ لوگ اپنا کھانا خود پکاتے تھے۔

حالات بہتر ہونے پر ربوہ گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ہشاش بشاش چہرہ دیکھا ساری کوفت دور ہوگئی۔ آپ نے مُسکراتے ہوئے فرمایا میں نے تمہارے ایک عزیز سے تمہاری خیریت دریافت کی تو اُنہوں نے کہا کہ میں نے تو شافی کو چلنے کو کہا تھا مگر وہ بہت ضدی ہے جگہ نہیں چھوڑی۔ حضور کا شفیق چہرہ، دلنشین مُسکراہٹ اور حوصلہ بڑھاتا ہوا بات کا انداز میں کبھی نہیں بھولوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آمین

مکرمہ امۃ الشافی سیال صاحبہ 06 دسمبر 2014ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

☆......☆......☆

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 347

مکرم ابومریم صاحب

مکرم ابومریم صاحب کہتے ہیں کہ:۔

میرا تعلق الجزائر سے ہے جہاں میری پیدائش 1964ء میں ہوئی۔نوجوانی کی عمر کو پہنچ کر میں نے سلفی طرزِ فکر اپنایا۔پھر جب نئے چینلز اور انٹرنیٹ پر چیٹ رُوم (Chat Room) کھلے تو میں فارغ اوقات میں سوشل میڈیا کے پروگرام پالٹاک پر مذہبی بحث ومباحثہ کے رومز میں جانے لگا۔

تاویل وتجسیم کی بحثیں

میں اکثر شیعہ حضرات کے چیٹ رُومز میں جاکران کے ساتھ بحثیں کرتا۔نیز اہلسنت کے چیٹ رومز میں آنے والے شیعہ حضرات کے عقائد کا ردّ کرتا یہاں تک کہ میں اس کام میں ماہر ہوگیا۔لیکن بعض موضوعات کے بارہ میں اہل سنت کا موقف نسبتاً کمزور تھا جیسے رضاعت کبیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونے کا مسئلہ، نیز خدا تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں اور آنکھ ہونے کی ہم کوئی تفسیر نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے یہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ نے بیان کیا ہم اسکی کوئی توجیہ نہیں کرتے۔اس پر شیعہ حضرات ہنستے تھے خصوصًا اس حدیث کے بارہ میں ہماری رائے کو تمسخر کا نشانہ بناتے جس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم میں اپنا پاؤں رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔نیز حدیثوں میں آنے والا حضرت موسیٰؑ کا فرشتے کو مُکا مارکر آنکھ نکالنے والا واقعہ بھی ہمارے لئے کسی مشکل سے کم نہ تھا۔ہمارے جوابات کسی طور مطمئن کرنے والے نہ ہوتے تھے۔ہم ان تمام امور کو ظاہری مانتے تھے اور انکی تاویل وتفسیر کو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کے مخالف سمجھتے تھے۔اور ایسا موقف رکھنے کی وجہ سے شیعہ ہمیں تجسیم کا عقیدہ رکھنے کا طعنہ دیتے اور ہم پر ہنستے تھے۔

ان گروہی بحثوں اور بے نتیجہ ہوائی مناظروں میں ہرفرقہ اپنے موقف کا دفاع کرتا اور مدّ مقابل کی بات کا محض اس لئے انکار کردیتا کہ وہ اس کے مخالف عقیدہ رکھنے والے کے منہ سے نکلی ہے خواہ حقیقت میں وہی حقّ مبین ہو۔

کسی کو حق کی تلاش نہ تھی بلکہ ہر فرقہ والے دوسرے کی کمزوریوں اور غلطیوں کی تلاش میں رہتے تھے۔ایسی صورتحال ایمانی اور روحانی زندگی میں بڑے خلاء پیدا کرنے کا باعث ٹھہری، جس سے تنگ آکر میں نے ان چیٹ رومز میں داخل ہونا ہی ترک کردیا۔

دم درود کا سلسلہ

چَیٹ رومز چھوڑ کر میں نے نیک نیتی کے ساتھ رقیہ شرعیہ یعنی دم درود کا سلسلہ شروع کردیا۔میرا خیال تھا کہ میں اس طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایت کی بناء پر لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے سعی کررہا ہوں۔

مجھے دم درود کے دوران ایسے لوگوں کا علاج کرنے کا بہت شوق رہتا تھا جنہیں جنّ پڑے ہوں یا ان پر جادوٹونے کا اثر ہو۔کیونکہ میں ایسے اشخاص کے علاج کے دوران ان پر سوار جنوں سے بات کرتا اور ان سے انکی دنیا کے بارہ میں مختلف سوال کرتا پھر انہیں اسلام کی تبلیغ کرتا اور ان سے اس مبتلا آدمی کی جان چھوڑنے کا کہتا۔مارکٹائی اور سختی سے تنگ آکر مریض جو کچھ بھی بولتا، میں اسے عالمِ جنّات کے اسرار سمجھتا۔میں اپنی طرف سے نبی کریمؐ کی سنت پرعمل کرتے ہوئے ایسا کررہا تھا اور بڑے الحاح کے ساتھ دعائیں کرتا تھا کہ خدا مجھے جنوں کی دنیا کے تمام اسرار پر اطلاع بخش دے۔لیکن کامیابی کی کوئی راہ نظر نہ آتی تھی۔

جبریل علیہ السلام

اسی عرصہ میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بلند چھت والے وسیع وعریض ہال میں بہت سے لوگوں کے ہمراہ ایک لائن میں ہوں جس کے ایک سرے پر دو شخص کھڑے ہیں۔ہماری لائن میں سے ہر ایک اپنی باری پر اُن دو اشخاص میں سے دائیں جانب والے شخص کے ساتھ بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرکے ہال کے دروازے کی جانب چلا جاتا ہے۔گویا یہ طویل لائن اُن دو میں سے ایک شخص کے ساتھ مصافحہ کے لئے بنائی گئی ہے۔میں دُور سے یہ منظر دیکھ کر کہتا ہوں کہ لوگ دونوں کی بجائے صرف ایک شخص سے مصافحہ کیوں کرتے ہیں؟

بہرحال قریب پہنچنے پر میں دیکھتا ہوں کہ ان میں سے ایک شخص بالکل سفید داڑھی والا تھا جبکہ اسکے دائیں جانب ایک درمیانے قد اور گندمی رنگ کا شخص تھا جس کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے۔جب میری باری آئی تو سفید داڑھی والے شخص نے مجھے سیاہ داڑھی اور گندمی رنگ والے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں، یہ سنتے ہی میں نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ ان کے ساتھ مصافحہ کیا اور اس لمحے میرا دل اس شخص کی محبت میں ڈوب گیا۔وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا۔اسکی مسکراہٹ میں ایک ایسا جادو تھا کہ میں آج تک اس مسکراہٹ کو بھلا نہیں پایا۔

رؤیا کی تعبیر سمجھ نہ آئی

اس وقت مجھے اس رؤیا کی تعبیر سمجھ نہ آئی۔یہ رؤیا مجھے ہر وقت یاد رہتا تھا اور کبھی کبھی میں سوچتا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آپؐ کی مجلس میں تشریف لائے تھے، اس لئے شاید خواب میں میری ملاقات حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے، یا شاید اس کا کوئی اور معنی ہے؟ ان سوچوں کے ساتھ ساتھ مجھے اتنا یقین ضرور تھا کہ مجھے دینی اور روحانی طور پر کوئی خیر کثیر ملنے والی ہے۔(انکے رؤیا کی حقیقی تعبیر انکی اس کہانی کے آخر پر بیان کی جائے گی)

علامات الساعۃ کے معنوں کی تلاش

عالم جنّات کے اسرار جاننے کی خواہش کے علاوہ دوسری بات جو میری سوچوں کا محور بن کے رہ گئی تھی وہ علامات الساعۃ تھیں جن میں دجال، یاجوج وماجوج کا خروج اور مغرب سے طلوع شمس شامل ہیں۔

میں نے اس بارہ میں بہت سے علماء ومشائخ کے دروس سنے نیز انکی کتب ومضامین پڑھے لیکن میری پیاس نہ بجھی کیونکہ انکی ظاہری الفاظ کے مطابق تشریحات ان امور کو دیومالائی کہانی یا خوابوں کی دنیا کا رنگ دیتی تھیں۔ایسی تشریحات سے انسان تسلی پانے کی بجائے حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتا تھا۔

پھر میرا تعارف ایک صوفی شیخ عمران حسین سے ہوا۔اب تک میں نے جتنے بھی علماء کی تشریحات پڑھی تھیں ان سب میں سے عمران حسین کی تشریح سب سے زیادہ عقل ومنطق کے قریب تھی۔یہ دیکھ کر میں نے اس کی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کردیا نیز اس کے سلسلۂ دروس کو بھی سنا۔مجھے اس کی تشریحات بہت پسند آئیں۔

قتلِ دجّال اور تضادات

ایک روز میں نے شیخ عمران حسین کا ایک درس سنا جس میں انہوں نے نہایت عجیب بات کہہ دی۔اس نے کہا کہ آخری زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام اپنی بعثت کے بعد طور پہاڑ پر اپنے اتباع کے ہمراہ نہایت کڑی مشکلات کا شکار ہوجائیں گے۔دجال انکا گھیراؤ کرچکا ہوگا۔ایسے میں عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے دمشق میں منارۂ بیضاء پر نزول فرمائیں گے اور پھر سیدھا طور پہاڑ کی چوٹی پر امام مہدی اور اسکی جماعت کے پاس پہنچ کر کہیں گے: دروازہ کھولو۔یہ بات سن کر دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا اور دیکھتے ہی بھاگ نکلے گا۔حضرت عیسیٰؑ اسکا پیچھا کریں گے یہاں تک کہ فلسطین میں بابِ لُدّ کے مقام پر اسے پکڑ کر قتل کردیں گے۔جب میں نے شیخ عمران حسین کی یہ بات سنی تو حیرت سے انگشت بدنداں ہوگیا۔کیونکہ اس شیخ نے سلفی علماء کی ایسی ہی بے سروپا تشریحات کو تضحیک کا نشانہ بنایا تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے حوالے سے وہ خود ایسی تشریح کررہا تھا جو ہزار سوالوں کو جنم دینے والی تھی۔

مثلاً یہ کہ دجال امام مہدی علیہ السلام کو دیکھ کر کیوں نہیں دوڑا اور عیسی علیہ السلام کو دیکھتے ہی کیوں دوڑ جائے گا؟ وہ دجال جس سے اس قدر ڈرایا گیا ہے اسکے لاؤلشکر اور حفاظتی گارڈ کہاں چلے جائیں گے؟ وہ اسکا دفاع کیوں نہیں کریں گے؟

پھر وہ نبی جسے اس کی قوم کے سامنے شدید تعذیب کا نشانہ بنایا گیا حتی کہ صلیب پر لٹکادیا گیا اس میں دو ہزار سال کی عمر میں یہ طاقت کہاں سے آجائے گی کہ ساری دنیا کو اپنے ظلم وبربریت اور جابرانہ تسلط کے نیچے کرلینے والے دجال کو اتنی آسانی سے پکڑ کر قتل کردے گا؟!

رجوع الی اللہ اور راہنمائی

جب میں نے شیخ عمران کی تشریحات میں بھی اس قسم کے تضادات دیکھے تو خدا کی طرف رجوع کیا اور گڑگڑا کر صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی دعا کی۔میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس مخلصانہ دعا پر ایک دن بھی نہ گزرا تھا کہ خدا کی طرف سے قبولیت کے آثار ظاہر ہونے شروع گئے۔ہوا یوں کہ میں انٹرنیٹ پر بعض اسلامی ویب سائٹس کو دیکھ رہا تھا کہ ''جنّ۔۔حقیقت یا خیال'' کے عنوان سے ایک آرٹیکل میری توجہ کا مرکز بن گیا۔میں نے جب اسے پڑھا تو میرا دماغ گھوم گیا۔شاید حقیقت سے پہلی دفعہ پالا پڑا تھا۔اس مضمون میں مذکور قرآن وسنت کے دلائل کا کوئی منکرِ حق ہی انکار کرسکتا تھا۔ان دلائل کا خلاصہ یہ تھا کہ دنیا میں ایسے جنّوں کا وجود نہیں ہے جو خواہ مخواہ انسانوں پر سوار ہوکر ان سے طرح طرح کی الٹی سیدھی حرکات کرواتے ہیں۔میں تو ایسے خیالات کا بشدت قائل تھا اور اخلاصِ قلب کے ساتھ ان پر ایمان رکھتا تھا کیونکہ یہی خیالات بچپن سے لے کر آج تک ہم نے سنے اور بیان کئے تھے۔چنانچہ جب اس کے برخلاف نہایت مدلل مضمون پڑھا تو اس کے لکھنے والے کے بارہ میں پوچھا۔مجھے بتایا گیا کہ وہ کوئی احمدی ہے یعنی اس کا تعلق اسی قادیانی فرقہ سے ہے جسے میں اب تک کافر اور گمراہ فرقوں میں سے سمجھتا تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم نے ہمیشہ اس فرقہ کے مخالفین کی کتب ہی پڑھی تھیں۔

علم ومعرفت کا سمندر

میں نے انٹرنیٹ پر جماعت کی ویب سائٹ ڈھونڈی اور پھر اس پر موجود مواد کا مطالعہ شروع کردیا۔یہ مواد کیا تھا؟ علم ومعرفت اور حقائق ونکات کا ایک سمندر تھا۔اس ویب سائٹ کے مطالعہ سے میرے ذہن میں موجود تمام سوالوں کے جواب ملنے لگے۔الغرض ہر مشکل مسئلہ کے بارہ میں مجھے اس ویب سائٹ میں اپنی گم گشتہ متاع مل گئی۔میرا دل چاہا کہ میں ہر مسلمان کو نصیحت کروں کہ تمہارا عقیدہ یا فرقہ جو بھی ہو، ایک بار تم غیر جانبدار ہوکر اس ویب سائٹ پر جاؤ اور اپنی عقل اور انصاف کے ساتھ اسکے مواد پر غور کرو تو حقیقت تم پر آشکار ہوجائے گی۔بہرحال میں نے جو کچھ جماعت کی عربی ویب سائٹ سے پڑھا وہ اس قدر روشن، مدلل، مضبوط اور لاجواب تھا کہ مختلف فرقوں کے ساتھ بحثوں کے بعد مجھے یہ جاننے میں ذرہ برابر بھی شک نہ رہا کہ یہی وہ جماعت ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی اور ہمیں اس میں شامل ہونے اور اس کے امام یعنی امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔

خواب کی تعبیر مل گئی

ویب سائٹ پر موجود مواد کے مطالعہ کے بعد میں نے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کردیا۔پہلے روز ہی جب میں یہ چینل دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی، پھر کچھ دیر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ پیش کیا گیا۔دونوں شخصیات کو دیکھ کر مجھے اپنی وہ خواب یاد آگئی جس میں ایک سفید داڑھی والا شخص سیاہ داڑھی والے شخص کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ یہ جبریل علیہ السلام ہے۔خواب میں دکھائی جانے والی سفید داڑھی والی شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی تھی جبکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام وہی سیاہ داڑھی والے شخص تھے جن کے بارہ میں بتایا گیا تھا کہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔اس کے بعد میں نے پالٹاک پر ''صوت الاحمدیہ'' نامی احمدیوں کے چَیٹ روم میں جاکر بعض سوالات کئے اور بیعت کے طریق ونظام جماعت کے بارہ میں پوچھا۔اس رُوم میں مجھے نہایت محبت، اپنائیت اور اعلیٰ اخلاق سے تمام سوالوں کے جواب دیئے گئے۔میں دیگر فرقوں کے رومز میں بھی جاتا رہتا تھا لیکن ایسے اخلاق کا مظاہرہ کہیں نہیں دیکھا تھا۔

بیعت

چند دنوں کے بعد یکم فروری 2013ء کو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بیعت کا خط لکھ دیا۔ایک ماہ بعد خلیفۂ وقت کی طرف سے میری بیعت کی قبولیت کا خط بھی مجھے موصول ہوگیا۔

فالحمد للّٰہ أوّلًا وآخرًا۔

..........................(باقی آئندہ)

قیامِ امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

(حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

[1934ء کے فتنہ میں احراریوں کی زبردست شکست اور ناکامی و نامرادی کے بعد مخالفین نے جماعت کے خلاف کئی نئے محاذ کھول لئے۔ ان میں سے ایک مرتدین کا فتنہ تھا۔ مرتدین میں سے بعض نے خلافتِ احمدیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز زبان استعمال کی اور اشتہار شائع کئے جس سے مشتعل ہوکر قادیان کے ایک احمدی نوجوان نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس واقعہ کا حضرت مصلح موعودؓ نے سختی سے نوٹس لیا اور جماعت کو صبر دکھانے، قانون کی پابندی کرنے اور کامل اطاعت کا نمونہ پیش کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے جماعت کو بار بار دعا، صبر سے کام لینے، شریعت کے تابع رہنے اور کامل اطاعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ اپنے بھائیوں کے افعال کی بھی نگرانی کریں کیونکہ جب ایک احمدی غلطی کرتا ہے تو وہ ساری جماعت کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خلافت کے بلند منصب اور خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت اور اطاعت کی برکات کے مضمون کو بھی بہت قوّت اور شوکت کے ساتھ بیان فرمایا۔ یہ مضمون ''قیامِ امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض'' کے عنوان سے انوار العلوم جلد 14 میں شائع شدہ ہے۔ ذیل میں ہم اس نہایت اہم مضمون کا ایک حصہ ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔

یہ وہ امور ہیں جن کی طرف ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بھی بارہا ہمیں توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب احمدیوں کو خلفاء مسیح موعودؑ کے مبارک ارشادات پر احسن رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اخلاص و وفا اور اطاعت خلافت کے اعلیٰ نمونے دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دائمی فضلوں کے وارث بننے والے ہوں۔ آمین۔ (مدیر)]

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''......جیسا کہ مَیں بار بار پہلے کہہ چکا ہوں **اسلام ہمیں قانون کی پابندی کا حکم دیتا ہے اور ہمیں کسی امر کی صداقت کا خواہ کس قدر بھی یقین ہو وہ ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ اپنے یقین کی وجہ سے کسی کو خود ہی سزا دے دیں اور اگر ہم ایسا کریں تو اسلام ہمیں مُجرم ٹھہراتا ہے اور قابلِ سزا گردانتا ہے۔** اس امر میں اسلام نے اس قدر سختی سے کام لیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سزا دینے والے کو ویسا ہی مُجرم قرار دیا ہے جیسا کہ بِلا وجہ حملہ کرنے والے کو۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اگر کوئی شادی شُدہ زنا کرے تو اُس کی سزا رجم ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنی بیوی سے بدکاری کرتے ہوئے دیکھے اور اُسے قتل کر دے تو اس پر کوئی گناہ تو نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا سزا دینا اُس کا کام نہیں یہ عدالت کا کام ہے، اگر وہ ایسے اشتعال کے باوجود سزا دے گا تو بھی اسے قاتل سمجھا جائے گا اور وہ خود شریعت کا مجرم بن جائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ 152 ۔المکتب الاسلامی بیروت (مفہوماً))

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صریح فتویٰ کے بعد قیاس اور اجتہاد کی کوئی صورت ہمارے لئے باقی نہیں رہتی اور اگر ہم سچے مُسلم ہیں تو ہمیں یقیناً آپؐ کے ادنیٰ سے ادنیٰ ارشاد کے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور میرے نزدیک میاں عزیز احمد کے دوستوں کی سچی خیرخواہی اور دوستی یہی ہوگی کہ وہ ان کو بتائیں کہ انہوں نے غلطی کی ہے اور اسلام کی تعلیم کے خلاف کیا ہے اور خواہ کس قدر اشتعال کے ماتحت ہی ان کا فعل کیوں نہ ہو، وہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور ان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ اور استغفار کریں اور پھر توبہ اور استغفار کریں اور پھر توبہ اور استغفار کریں اور توبہ اور استغفار کرتے ہی جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف کر دے اور اُس کی بخشش ان کو ڈھانپ لے کیونکہ گناہ گناہ ہی ہے خواہ اسلام کی تائید کے نام پر کیا جائے یا اپنے نفس کی خواہشات کے ماتحت کیا جائے۔

اسلام جھوٹ، ظلم اور بے انصافی کا محتاج نہیں ہے

ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ سلسلہ ایک سچا سلسلہ ہے اور خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے ہمیشہ سچائی اور انصاف اور رحم قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور سچائی اور انصاف اور رحم، جھوٹ اور بے انصافی اور ظلم سے کبھی قائم نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک صداقت اپنے قائم ہونے کے لئے جھوٹ کی محتاج ہے تو اس کا قائم نہ ہونا قائم ہونے سے بہتر ہے کیونکہ اگر وہ اپنے قیام کیلئے جھوٹ کی محتاج ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اس سے پہلے تو جھوٹ ایک گناہ کی شکل میں دنیا میں رائج تھا مگر اس سچائی کے قیام کے لئے وہ ایک نیکی کی شکل میں قائم ہوا۔ اور اس کا انکار کون کر سکتا ہے کہ **وہ جھوٹ جو گناہ کی صورت میں رائج ہو مٹایا جا سکتا ہے مگر وہ جھوٹ جو نیکی کی شکل میں رائج ہو مٹایا نہیں جا سکتا** کیونکہ اس کے مرتکب اسے خدا کی رضا کا موجب سمجھ کر اختیار کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو چیز خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب سمجھی جائے، اُسے چھوڑنے کیلئے کوئی تیار نہ ہوگا۔

پس مَیں اپنے دوستوں کو ہوشیار کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ اسلام جھوٹ اور ظلم اور بے انصافی کی مدد کا محتاج ہے تو وہ اِس خیال کو جس قدر جلد ہو سکے دل سے نکال دے کیونکہ ایسا خیال رکھنا دوسرے الفاظ میں اِس امر کا اقرار کرنا ہے کہ اسلام سچا مذہب نہیں اور خدا کی مدد سے فتح نہیں پا سکتا بلکہ شیطان کی مدد سے فتح پاتا ہے کیونکہ **جھوٹ اور بے انصافی اور ظلم شیطانی ہتھیار ہیں، خدا تعالیٰ کے ہتھیار نہیں ہیں** اور شیطانی ہتھیار کی مدد سے فتح پانے والی شَے یقیناً شیطانی ہی ہوگی۔

پس یہ اسلام پر ظلم اور خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اسلام کو اپنی تائید کے لئے غیر اسلامی ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ پس چاہیئے کہ جو دوست اِس غلطی میں مبتلا ہوں، وہ جلد سے جلد توبہ کریں اور اپنے لئے بھی اور اپنے جیسے دوسرے غلطی خوردہ لوگوں کے لئے بھی استغفار کریں اور اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے گناہ کی آگ کو بُجھائیں کہ اس آگ کو یہی پانی بُجھا سکتا ہے۔

قانون کو ہاتھ میں لینے والے سے کیا سلوک کیا جائے گا

میں نے اس خیال سے کہ شاید اسی قسم کی غلطی میں بعض افرادِ جماعت مبتلا نہ ہوں، اعلان کیا ہے کہ **جو شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے گا اور کسی ذاتی یا جماعتی مخالف پر ہاتھ اُٹھائے گا، اُسے میں آئندہ فوراً جماعت سے خارج کر دوں گا** اور مَیں اس اعلان کو پھر اس جگہ دُہرا دیتا ہوں۔

دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ **مُجرم کو سزا دینا حکومت کا کام ہے** پس جن جرائم کی سزا حکومتِ ہند نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، اُس کی سزا وہی دے سکتی ہے ہم میں سے کوئی نہیں دے سکتا مگر **جن امور کو باہمی سمجھوتے سے طے کرنے کا حکومت نے راستہ کُھلا چھوڑا ہے، ان کے متعلق یا تو ثالث مقدمہ سن کر فیصلہ کر سکتے ہیں یا پھر ہمارے سلسلہ میں سلسلہ کے مقرر کردہ افراد فیصلہ کر سکتے ہیں، افراد کو ان معاملات میں بھی یکطرفہ فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔** یہ اُمور جن میں باہمی سمجھوتوں کا دروازہ حکومت نے کُھلا رکھا ہے چھوٹی قسم کے ہوتے ہیں اور ان کی سزائیں ایسی نہیں ہوتیں جو کوئی دیرپا اثر چھوڑیں اور ان میں سزا پانے والے کی رضامندی ضروری ہوتی ہے جیسے سکول ماسٹروں کو سزا دینے کا اختیار ہے۔

ہمارے سلسلہ میں چونکہ ہر احمدی سلسلہ کے قانون کی پابندی کا اقرار کرتا ہے اس لئے ایسے اُمور کو اُس کی مستقل رضامندی کے ماتحت ہمارا محکمہ قضاء طے کرتا ہے لیکن اگر کوئی جماعت سے خارج ہو جائے یا عملاً ہمارے قاضیوں سے فیصلہ کرانے سے انکار کر دے تو پھر سلسلہ کو بھی کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ غرض یہ اختیار ایک طرف قانون کی اجازت اور ایک طرف مدعا علیہ کی اجازت سے مقیّد ہے اور اگر ان دو شرطوں میں سے کوئی ایک شرط پوری نہ ہو تو یہ اختیار باطل ہو جاتا ہے۔ پس جب کہ سلسلہ کے اختیارات بھی کسی کو اس کے جُرم کی سزا دینے میں قانون کی اجازت اور ملزم کی رضامندی کے تابع ہیں، آزاد نہیں، تو افراد کو کس طرح اجازت ہو سکتی ہے کہ آپ ہی آپ فیصلہ کر کے کسی شخص کو سزا دے دیں اور سزا بھی ایسی کہ عدالتی فیصلہ کے بعد بھی اس کے اجراء کا حق افراد کو نہیں پہنچتا۔

دوستوں کو یہ امر بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ ایسے افعال خود جماعت کیلئے ابتلاء بن جاتے ہیں اور تمام جماعت کیلئے ایک شدید ذہنی تکلیف کا موجب ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یہ واقعہ ہے۔ ایک طرف تو جماعت دیکھتی ہے کہ ایک ناجائز اور خلافِ شریعت فعل ہوا ہے جس کی مذمت ہمارا فرض ہے۔ دوسری طرف وہ یہ دیکھتی ہے کہ ایک نوجوان نے اشتعال میں محض محبتِ سلسلہ کے جذبہ سے متأثر ہوکر، نہ کہ کسی ذاتی جوش کی وجہ سے ایک فعل کیا ہے، اور اس شخص پر بھی انہیں رحم آتا ہے اور اس کے دکھ سے وہ دکھ پاتے ہیں، اب یہ مخالف جذبات جو ایک وقت میں پیدا ہوتے ہیں ایک سخت عذاب ہیں جس میں ساری جماعت مبتلاء ہو جاتی ہے۔ وہ نوجوان جس سے یہ فعل ہوا ہے، اپنی جگہ تکلیف میں ہے اور جماعت کے افراد اِن متضاد جذبات کی وجہ سے اپنی جگہ تکلیف میں ہیں اور ایسی تکلیف کی حالتیں ہمیشہ خلافِ شریعت افعال سے پیدا ہوتی ہیں، شریعت کی اتباع میں ایسی حالت پیدا نہیں ہوتی۔......''

''......میں اس جگہ اس شُبہ کا بھی ازالہ کر دینا چاہتا ہوں جو بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ''لاتوں کے بُھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے''۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ بعض گندی فطرت کے لوگ نصیحت اور وعظ سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور جتنی ان سے نرمی کی جائے اتنی ہی ان کی شرارت بڑھتی جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنی فطرت کا خون کر چکے ہوتے ہیں اور شرافت کو دفنا چکے ہوتے ہیں اور میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جب انسانیت اور شرافت کی اپیلیں بالکل بے اثر ہو جاتی ہیں اور دشمنوں کی گالیاں اور اتہام حد سے بڑھتے جاتے ہیں اور ان کے حملے ناقابلِ برداشت ہوتے جاتے ہیں تو بعض طبائع کے لئے اپنے نفس پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے اور ان کے دماغ پر ایک عارضی جنون کا حملہ ہو جاتا ہے اور تمام جائز ذرائع کو بے اثر پا کر وہ اپنی بے خودی میں ناجائز ذرائع کے استعمال پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اس حالت کو قانون نے بھی نظر انداز نہیں کیا اور بیسیوں ہائی کورٹ کے فیصلے ایسے ہیں جن میں انہوں نے اس قسم کی اشتعال کی صورت میں اشتعال دلانے والے کو برابر کا مُجرم قرار دے کر سزا میں بہت حد تک تخفیف کر دی ہے۔......غرض **اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض لوگ شریفانہ دلائل اور درخواستوں اور التجاؤں کو بالکل ٹھکرا دیتے ہیں اور اشتعال انگیزی میں حد سے گزر جاتے ہیں اور بعض طبائع کیلئے اس حالت کا زیادہ دیر تک برداشت کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور سرکاری عدالتوں نے بھی اس صورتِ حالات کو تسلیم کیا ہے اور بعض دفعہ سزاؤں میں بھی اس کا لحاظ رکھا ہے لیکن یہ امر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس اشتعال کی صورت میں حملہ کرنے والے کو کسی نے غیر مُجرم قرار نہیں دیا، نہ شریعت نے نہ قانون نے۔** اور عدالتوں نے گو سزا میں بعض دفعہ تخفیف کر دی ہے مگر کبھی ایسے شخص کو معاف نہیں کیا۔

پس قانون اور شریعت نے اس حالت کو گو نیم مجبوری تسلیم کیا ہے، معذوری قرار نہیں دیا اور جب تک ایک عمل کو معذوری قرار نہ دیا جائے اُس وقت تک اس کے گناہ ہونے میں کوئی شُبہ نہیں ہوتا اور جب تک ایک عمل گناہ ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے بچیں۔ ورنہ ہماری مثال وہی ہوگی کہ:

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ایک طرف ہم دشمنوں سے گالیاں بھی سنیں گے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا دروازہ کھولیں گے۔

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر ایسے موقع پر برداشت نہ ہو سکے تو ہم کیا کریں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی صورت میں چاہیئے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ دیں جس جگہ ان کیلئے اشتعال میں قانون شکنی کا امکان ہو۔ مثلاً ان ایام میں کہ قادیان ہماری مقدس بستی، ہماری امیدوں کے مرکز، ہمارے شعائر اللہ کے مقام کو بعض لوگوں نے فساد کی جگہ بنا رکھا ہے، اگر کسی شخص کو آج کل کے حالات کو دیکھ کر معلوم ہو کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں نہیں رکھ سکے گا تو اُسے چاہیئے کہ وہ کچھ دنوں کیلئے قادیان کو چھوڑ کر باہر چلا جائے تا کہ نہ وہ لوگ ایسے نظر آئیں جن

باقی صفحہ نمبر 13پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آیاتِ قرآنی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نہایت پُر معارف تفسیر

اللہ تعالیٰ نے یہاں یقینی فلاح کی ضمانت ان مومنوں کو دی ہے جو اس کی رحیمیت سے فیض پانے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کی پہلی شرط نمازوں اور عبادتوں میں خشوع ہے۔

کوئی نیکی اس وقت تک نیکی نہیں رہتی، نہ عبادتیں اس وقت تک مستقل بنیادوں پر عبادتیں رہتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ساتھ انسان چمٹا رہنے کی کوشش نہ کرے یا اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور اپنی عبادتوں کو صرف ایک ایسی کوشش سمجھے جو اسے اللہ تعالیٰ سے چمٹائے رکھنے کا اس کے فضل سے ہی ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اور فلاح والے اپنی عاجزی انکساری کی انتہا کو پہنچنے کے باوجود، لغویات سے پرہیز کرنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باوجود، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے کے باوجود، اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے باوجود، اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کے باوجود، اپنی نمازوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اوران کی حفاظت کرنے کے باوجود پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے کہ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں۔

ہر حقیقی مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے نماز شروع کرنے اور ختم کرنے میں ایک واضح فرق ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے اس میں کوئی اَنا یا تکبر کا حصہ تھا بھی تو نماز ختم کرتے وقت اس کا دل ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح باقی عبادتیں ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استغفار کرتے رہنے والا بنائے۔ ہماری ہر نیکی اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں نیکی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں فلاح پانے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10/ اپریل 2015ء بمطابق 10 شہادت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المؤمنون: 2-3)

یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کہہ کر مومنوں کی کامیابی کی یقینی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ لیکن کونسے مومن؟ ان کی بہت سی شرائط اگلی آیتوں میں بیان فرمائی ہیں کہ ان شرائط کے ساتھ زندگی گزارنے والے مومن ہی فلاح پانے والے ہیں اور ان شرائط میں سے یا اُن اوصاف میں سے جن سے ایک مومن کو متصف ہونا چاہئے، پہلی خصوصیت یا حالت یہ ہے کہ وہ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ اپنی نمازوں میں خشوع دکھانے والے ہیں۔

''خاشع'' کے عام معنی یہی کئے جاتے ہیں کہ نماز میں گریہ وزاری کرنے والے۔ لیکن اس کے اَور بھی معنی ہیں اور جب تک سب معنی پورے نہ ہوں ایک مومن کی حقیقی معیار کی حالت پیدا نہیں ہوتی۔ اور لغات کے مطابق خشوع کے یہ معنی ہیں کہ انتہائی عاجزی اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو بہت نیچے کرنا۔ اپنے نفس کو مٹا دینا۔ تذلّل اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو کمتر بنانے کے لئے کوشش کرنا۔ نظریں نیچی رکھنا۔ آواز کو دھیما اور نیچا رکھنا۔

پس دیکھیں اس ایک لفظ میں ایک حقیقی مومن کی نماز اور عبادت کا کیسا وسیع نقشہ کھینچا گیا ہے اور جو انسان خدا تعالیٰ کے آگے اپنی عبادتوں کے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے جھکے گا، اپنی عاجزی کو انتہا پر پہنچانے والا ہو گا، اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مٹانے والا ہو گا اور جو دوسری خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان کو اپنانے والا ہو گا تو پھر وہ جہاں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا ہو گا وہاں وہ اس طرف بھی توجہ دے گا کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مخلوق کا بھی حق ادا کرنا ہے اور پھر یہ نمازیں اس کے دنیاوی معاملات سلجھانے والی بھی بن جائیں گی۔ پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)

کی تصویر بننے کی کوشش کرے گا اور یہ تصویر بننے کی کوشش کرتے ہوئے، اپنی اَنا اور نفس کی بڑائی کے چنگلوں سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے دنیاوی معاملات بھی سلجھائے گا یا سلجھانے کی کوشش کرے گا۔ اپنی نظروں کو حیا کی وجہ سے نیچے رکھتے ہوئے صرف نماز کی حالت میں ہی نہیں بلکہ عام روزمرّہ زندگی میں بھی اس پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کی بیشمار برائیوں سے بچے گا یا بچنے کی کوشش کرے گا۔ اپنی آواز کو نیچا رکھنے والا جہاں عبادت کے تعلق سے اس کا ادراک حاصل کرے گا وہاں اپنے روزمرّہ معمولات میں بھی چیخنے چلّانے اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے گا یا رہنے کی کوشش کرے گا۔ پس کئی برائیوں کا جن کا روزانہ کے معمولات سے تعلق ہے ایک مومن اپنی نمازوں اور عبادتوں کی وجہ سے ان کا

بھی خاتمہ کر لیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی نمازوں اور ایسے اثر اپنے پر قائم کرنے والے جو لوگ ہیں وہ فلاح پا گئے۔ ایک ترجمہ تو فلاح پانے کا کیا گیا ہے جیسا کہ مَیں نے آیت میں ترجمہ کیا تھا کہ کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس کامیابی کی بڑی وسعت ہے کہ کس طرح کامیابی حاصل کی۔ لغت میں اس کے معنی ہیں آسانیاں پیدا ہونا۔ کشائش ہونا۔ خوش قسمتی کا ملنا۔ خواہش کا پورا ہونا۔ تحفظ ملنا۔ اچھائی اور خوشی کا مستقل رہنا۔ زندگی کی نعمتوں کا ملنا۔

پس نیکیاں بجالانے والے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نیکیاں کرتے ہیں کس کس رنگ میں فائدہ اٹھانے والے ہیں یا اللہ تعالیٰ کس کس رنگ میں ان پر فضل کرتا ہے۔ یہ سب انسانی تصور سے بھی باہر ہے اور ان فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے پہلا قدم اور انتہائی اہم قدم نمازوں میں خشوع پیدا کرنا رکھا ہے۔ ان باتوں کے حصول کے لئے عبادت کرنا رکھا ہے۔

عاجزی تو بعض دنیا دار بھی بعض دفعہ دکھا دیتے ہیں بلکہ صرف اگر گریہ وزاری کا سوال ہے تو بعض دنیا دار ذرا ذرا سی بات پر ایسی گریہ وزاری کرتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ایسی جگہوں پر جہاں ان کے دنیاوی مفاد متاثر ہو رہے ہوں وہ ذلیل ترین ہونے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ یا عارضی طور پر جذبات کا اظہار بھی بعضوں سے ہوتا ہے۔ بعض حالات دیکھ کر، بعض لوگوں کی حالتیں دیکھ کر رحم بھی پیدا ہو جاتا ہے اور دردناک حالت دیکھ کر ان میں انتہائی جذباتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سب یا تو اپنے مفادات کے لئے یا دنیا دکھاوے کے لئے یا ایک عارضی اور وقتی جذبے کے تحت ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا تو ان ظاہری باتوں سے بہت دُور ہوتا ہے۔

دنیا داروں کی جذباتی حالت کے بارے میں یا ظاہری اور وقتی طور پر گریہ وزاری کا اظہار کرنے والوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ بیان فرمایا کہ:

''بہت سے ایسے فقیر مَیں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی دردناک شعر کے پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تر ہونے کے اندر لے جاسکیں'' (یعنی جس طرح بارش ایک دم آ جاتی ہے اس طرح ایک دم ان کے آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا) ''لیکن مَیں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص مَیں نے بڑے مکار بلکہ دنیا داروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو مَیں نے ایسے خبیث طبع اور بد دیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے ان کی گریہ وزاری کی عادت اور خشوع خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 194)

پس ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے بعض نظارے دیکھ کر آنسو گرنے میں دیر نہیں لگتی لیکن یہ ایک وقتی جذبہ ہوتا ہے۔ جب اپنے مفادات ہوں تو پھر اس شخص میں کبھی یہ کیفیت پیدا نہیں ہو گی۔ اگر ایک وقت میں ایک حالت کو دیکھے جہاں جذبات نہ ہوں، اپنے مفادات نہ ہوں تو وہ کیفیت پیدا ہو سکتی ہے لیکن جب اپنے مفادات ہوں تو کبھی وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ ظلم بھی کر دیتا ہے اور کبھی رحم نہیں آتا۔ یا بعض اور ایسی برائیاں ہوتی ہیں جو خدا کو ناپسند ہیں یا ان کی نمازیں اور عبادتیں صرف دکھاوے کے لئے ہوتی ہیں۔

پس جب یہ صورتحال ہو تو قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کے زمرے میں کس طرح ایسے لوگ آ سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ انہوں نے کئی سال تک باقاعدہ مسجد میں نمازیں پڑھیں تا کہ لوگ ان کی تعریف کریں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی کسی گزشتہ نیکی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق یہ بات ڈال دی کہ سب لوگ انہیں منافق کہتے تھے۔ (خواہش ان کی یہ تھی کہ لوگ تعریف کریں لیکن لوگ انہیں منافق کہتے تھے۔) آخر ایک دن ان بزرگ کو خیال آیا کہ اتنی عمر ضائع ہو گئی۔ کسی نے بھی مجھے نیک نہیں کہا۔ اگر خدا کے لئے عبادت کرتا تو خدا تعالیٰ تو راضی ہو جاتا۔ یہ خیال ان کے دل میں اتنے زور سے آیا کہ وہ اسی وقت جنگل میں چلے گئے۔ روئے اور دعائیں کیں اور توبہ کی اور عہد کیا کہ خدایا اب میں صرف تیری رضا کے لئے عبادت کیا کروں گا۔ جب واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ یہ شخص ہے تو بہت ہی نیک مگر معلوم نہیں لوگوں نے اسے کیوں بدنام کر رکھا ہے اور بچے اور بوڑھے سب اس کی تعریف کرنے لگے۔ اس بزرگ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ خدایا صرف ایک دن میں نے تیری رضا کی خاطر نماز پڑھی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے میری تعریف شروع کر دی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 705)

اب دیکھیں احساس پیدا ہوتے ہی جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی عبادتوں کو ڈھالا یا خالص ہو کے عبادت کی جو اس کی خاطر کی جا رہی تھی تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا۔ لیکن اب یہ کوئی خواہش نہیں رہی تھی کہ لوگ میری تعریف کریں مجھے بڑا بزرگ سمجھیں اور اب خواہش کے نہ ہونے کے باوجود لوگوں نے انہیں وہی کچھ کہنا شروع کر دیا جس کی وہ پہلے خواہش رکھتے تھے۔ لوگ تعریف کرنے لگ گئے۔ پہلے خواہش رکھتے تھے اور باوجود چاہنے کے کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اب بالکل اور صورتحال ہو گئی اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔

دوسرے اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض پرانی نیکیوں کی قدر کرتے ہوئے کسی کی اصلاح کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ جو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی پرانی نیکی پسند آ گئی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس نیکی کی وجہ سے ان کو لوگوں کے کہنے پر یہ احساس پیدا ہوا اور لوگوں کا انہیں پہلے منافق کہنا ان کی اصلاح کا باعث بن گیا اور یہ یونہی نہیں ہو گیا بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی گزشتہ نیکی پسند آئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ ان کی عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ خود اصلاح کرنا چاہتا تھا اس لئے لوگوں کے کہنے پر ان کو احساس پیدا ہو گیا اور اگر دوسرے لوگوں کے دلوں میں پہلے یہی ڈالے رکھا کہ یہ منافق ہے۔ تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان کی تعریف کریں اور اس وجہ سے غلط طور پر ان میں خود پسندی کی عادت پیدا ہو جائے اور وہ مزید گناہوں میں ڈوبتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پرانی نیکی کی وجہ سے اصلاح چاہتا تھا تو ان کی اصلاح کے سامان پیدا کر دیئے اور فلاح پانے والوں میں وہ شامل ہو گئے۔

پس کسی پہلے وقت کی کی گئی بعض نیکیاں بھی باوجود بعد کی غلطیوں اور گناہوں کے سرزد ہونے کے انسان کو بدانجام سے بچانے کا موجب بن جاتی ہیں اور انسان فلاح پانے والوں میں شمار ہونے والا بن سکتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی اصلاح کرنا چاہے تو اس طرح بھی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان مومنوں کو یقینی فلاح کی ضمانت دی ہے جو اس کی رحیمیت سے فیض پانے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کی پہلی شرط نمازوں اور عبادتوں میں خشوع ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص ہو کر خشوع کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے مومن کی اس حالت کو انسان کی پیدائش کے مختلف ادوار سے تشبیہ دیتے ہوئے جو بیان فرمایا ہے اس کے صرف پہلے حصے یعنی اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ کو مَیں پیش کرتا ہوں جس سے وضاحت ہوتی ہے کہ کوئی نیکی اس وقت تک نیکی نہیں رہتی، نہ عبادتیں اس وقت تک مستقل بنیادوں پر عبادتیں رہتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ساتھ انسان چمٹا رہنے کی کوشش نہ کرے یا اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور اپنی عبادتوں کو صرف ایک ایسی کوشش سمجھے جو اسے اللہ تعالیٰ سے چمٹائے رکھنے کا اس کے فضل سے ہی ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اوّل مرتبہ مومن کے روحانی وجود کا وہ خشوع اور رقّت اور سوز و گداز کی حالت ہے جو نماز اور یادِ الٰہی میں مومن کو میسر آتی ہے۔ یعنی گدازش اور رقّت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور روح کا انکسار اور ایک تڑپ اور قلق اور تپش اپنے اندر پیدا کرنا۔ اور ایک خوف کی حالت اپنے پر وارد کر کے خدائے عزّوجل کی طرف دل کو جھکانا جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ۔ یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نمازوں میں اور ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں'' (صرف نماز ہی نہیں بلکہ ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں) ''فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں۔ اور رقّت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188)

پس نماز میں گداز رہنے والا، خشوع کرنے والا، دوسری قسم کی یادِ الٰہی میں بھی یہی نقشہ اپنے پر طاری رکھتا ہے جو نماز میں ہوتا ہے۔ جس کی وضاحت مَیں پہلے لغوی معنوں میں کر آیا ہوں جو خشوع کے لغوی معنے بیان کئے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں فروتنی اختیار کرتے ہیں اور آدمی چلتے پھرتے بھی یادِ الٰہی کر رہا ہے تو اس وقت بھی عاجزی ہوتی ہے۔ اور جب ہر ایک طور کی یادِ الٰہی ہو تو ہر عمل چاہے وہ روزمرہ کے معاملات کا ہو خدا تعالیٰ کی یاد کو سامنے رکھتے ہوئے، اس کے احکام کی یاد دلاتے ہوئے عجز اور خوف کی حالت پیدا کئے رکھتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’وہ لوگ جو قرآن شریف میں غور کرتے ہیں سمجھ لیں کہ نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کے لئے ایک نطفہ ہے اور نطفہ کی طرح روحانی طور پر انسان کامل کے تمام قویٰ اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں۔‘‘(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 189)

یہاں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا انسانی پیدائش کے دَوروں سے مثال دی ہے تو یہ اب اس کی مثال بیان ہو رہی ہے۔ جس طرح نطفہ رِحم میں جا کر بچہ بن کر پیدا ہوتا ہے اور پھر تمام خصوصیات والا ایک کامل انسان بن جاتا ہے۔ اسی طرح خشوع روحانی ترقی کے مدارج طے کرواتا ہوا روحانی لحاظ سے انسان کو مکمل کر دیتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اور جیسا کہ نطفہ اُس وقت تک معرضِ خطر میں ہے جب تک کہ رِحم سے تعلق نہ پکڑے۔‘‘ (یعنی اس وقت تک ضائع ہونے کا خطرہ ہے جب تک رِحم میں چلا نہیں جاتا جہاں آگے اس کی اللہ تعالیٰ کی قانون قدرت کے مطابق بڑھوتری ہونی ہے۔) فرمایا: ’’ایسا ہی روحانی وجود کی یہ ابتدائی حالت یعنی خشوع کی حالت اُس وقت تک خطرہ سے خالی نہیں جب تک کہ رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑ لے۔ یاد رہے کہ جب خدا تعالیٰ کا فیضان بغیر توسّط کسی عمل کے ہو تو وہ رحمانیت کی صفت سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ جو کچھ خدا نے زمین و آسمان وغیرہ انسان کے لئے بنائے یا خود انسان کو بنایا یہ سب فیضِ رحمانیت سے ظہور میں آیا۔ لیکن جب کوئی فیض کسی عمل اور عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت کے عوض میں ہو وہ رحیمیت کا فیض کہلاتا ہے۔‘‘

فرمایا کہ ’’یہی سنّت اللہ بنی آدم کے لئے جاری ہے۔ پس جبکہ انسان نماز اور یادِ الٰہی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لئے مستعد بناتا ہے۔ سو نطفہ میں اور روحانی وجود کے پہلے مرتبہ میں جو حالتِ خشوع ہے صرف فرق یہ ہے کہ نطفہ رِحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ (رحیم خدا کی یعنی) رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ کے لئے ممکن ہے کہ وہ رِحم کی کشش سے پہلے ہی ضائع ہو جائے ایسا ہی روحانی وجود کے پہلے مرتبہ کے لئے یعنی حالت خشوع کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے۔‘‘ (پس بعض عبادتیں جو دکھاوے کی عبادتیں ہوتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے، رحیم خدا سے تعلق پیدا کرنے سے پہلے ہی برباد ہو جاتی ہیں۔ فرمایا) ’’جیسا کہ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں اپنی نمازوں میں روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور خدا کی محبت میں طرح طرح کی دیوانگی ظاہر کرتے ہیں اور طرح طرح کی عاشقانہ حالت دکھلاتے ہیں اور چونکہ اس ذات ذوالفضل سے جس کا نام رحیم ہے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا‘‘۔ (یہ ساری چیزیں کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو رحیم ہے اس سے وہ تعلق پیدا نہیں ہوتا جو ہونا چاہئے) ’’اور نہ اس کی خاص تجلّی کے جذبہ سے اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں اس لئے ان کا وہ تمام سوز و گداز اور تمام وہ حالتِ خشوع بے بنیاد ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا پڑتے ہیں‘‘۔ (اب نبیوں کی بیعت میں آ کر پھر مرتد ہونے والے کئی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی بعض تھے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کا بھی ذکر آتا ہے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود، اپنی نیکیوں پر پہنچنے کے باوجود اگر پھسلا تو بالکل ہی دین سے بھی گیا۔)

فرمایا ’’پس یہ عجیب دلچسپ مطابقت ہے کہ جیسا کہ نطفہ جسمانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رِحم کی کشش اس کی دستگیری نہ کرے وہ کچھ چیز ہی نہیں۔ ایسا ہی حالتِ خشوع روحانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رحیم خدا کی کشش اُس کی دستگیری نہ کرے وہ حالت خشوع کچھ بھی چیز نہیں‘‘۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہو گی، اس تک پہنچے گا، رحیم خدا سے تعلق پیدا ہو گا تو وہ خشوع کامیاب رہے گا نہیں تو صرف ظاہری رونا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جی ہم بڑے روئے، بڑے چلّائے، دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ لیکن اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ باقی چیزیں بھی پوری ہو رہی ہیں کہ نہیں۔

فرمایا کہ ’’اسی لئے ہزارہا ایسے لوگوں کو پاؤ گے کہ اپنی عمر کے کسی حصّہ میں یادِ الٰہی اور نماز میں حالت خشوع سے لذّت اٹھاتے اور وجد کرتے اور روتے تھے اور پھر کسی ایسی لعنت نے اُن کو پکڑ لیا کہ یک مرتبہ نفسانی امور کی طرف گر گئے اور دنیا اور دنیا کی خواہشوں کے جذبات سے وہ تمام حالت کھو بیٹھے۔ یہ نہایت خوف کا مقام ہے کہ اکثر وہ حالتِ خشوع رحیمیت کے تعلق سے پہلے ہی ضائع ہو جاتی ہے اور قبل اس کے کہ رحیم خدا کی کشش اس میں کچھ کام کرے وہ حالت برباد اور نابود ہو جاتی ہے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 190-189)

پس کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی عبادتیں خشوع کے اعلیٰ معیار پر پہنچ گئی ہیں۔ خشوع جیسا کہ میں نے پہلے بھی وضاحت کی ہے ان تمام جزئیات پر مشتمل ہے جو اس کے مضمون میں، معنی میں مَیں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں۔ جب یہ جزئیات تمام تر عاجزی اور انکسار سے ادا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی رحیمیت پھر انہیں پھل لگاتی ہے۔ یہ مثال جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اس میں انسان کو نہیں پتا کہ رحیم خدا کی رحیمیت نے کب اس کو قبول کر کے پھل لگانا ہے۔ پس ایک مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ جس طرح ظاہری طور پر پتا نہیں ہوتا کہ کب fertilization ہونی ہے اور کب بچہ پیدا ہونا ہے۔ بچے نے بننا شروع ہونا ہے اور پھر جس طرح بعض دفعہ رِحم میں جا کر بھی نطفے میں بعض نقائص پیدا ہو جاتے ہیں، نطفہ ان کا حامل ہو جاتا ہے۔

[اس موقع پر مسجد کے اندر کسی کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی جس پر حضور انور نے فرمایا: جس کا فون چل رہا ہے اپنا فون بند کریں اور مسجد میں بند کر کے آیا کریں]۔

جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور نطفے کی جو مثال دی تھی کہ جس طرح نطفہ رحم میں جا کر نقائص کا حامل ہو جاتا ہے ایسا ہی بعض دفعہ انسان کا ایک دفعہ کا خشوع اس کو اگر پھل لگا بھی دے گا اور یا پھل لگا دیتا ہے تو پھر اس میں بعض دفعہ خنّاس پیدا ہو جاتا ہے، اپنی بڑائی پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ انبیاء کو قبول کر کے پھر چھوڑ دینے والوں کی حالت ہوتی ہے۔ تو یہ بڑائی اور تکبر ہی ہوتا ہے جو پھر ان کو ان نیکیوں سے چھڑوا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق اس وقت تک رہتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کے فرستادے سے تعلق رہے اور جہاں وہ تعلق چھوڑا وہاں ذلّت کے اور گمراہی کے کنوئیں میں گر گئے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رہنا چاہئے۔ اس کی رحیمیت کے حصول کے لئے کوشش رہنی چاہئے۔ اس کے فضلوں کو طلب کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی ذرا سی کوششوں یا ایک آدھ دعا کے قبول ہونے یا چند سچی خوابیں دیکھنے پر نازاں نہیں ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تمہاری ایک آدھ دعا کا قبول ہو جانا یا چند سچی خوابیں دیکھ لینا تمہیں فلاح پانے والوں میں شمار کر لے گا۔

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اور فلاح والے اپنی عاجزی انکساری کی انتہا کو پہنچنے کے باوجود، لغویات سے پرہیز کرنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باوجود، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے کے باوجود، اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے باوجود، اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کے باوجود، اپنی نمازوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے کہ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کی مسلسل کوشش کو جو وہ اس کی رحیمیت کو جذب کرنے کے لئے کرتا ہے قبولیت کا درجہ دیتا ہے۔ یعنی رحیمیت کو جذب کرنے کی کوشش جو ہے وہ مسلسل رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے انسان قبول کیا جاتا ہے اور انجام اس کا بہترین نکلتا ہے۔

پس اس نکتے کو ایک حقیقی مومن کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیشک یہ فرمادیا کہ مومن فلاح پا گئے جو یہ کام کرتے ہیں لیکن اس فلاح کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہر ترقی اور ہر فضل جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں اسے اپنی کسی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ ہر ترقی کے بعد سمجھے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر یہ مادہ پیدا ہو جائے تو ترقی ہوتی چلی جائے گی ورنہ اس نطفے کی طرح جو رحم میں جا کر مکمل پرورش نہیں پاتا اور چند ہفتوں کے بعد نکل کر ضائع ہو جاتا ہے، ہمارا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو عارضی طور پر جذب کرنے کے بعد اپنے کسی بدعمل سے ناکارہ ہو کر ضائع ہو سکتا ہے اور ہو جاتا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا ہمیں اپنے انجام کی طرف توجہ رکھنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی رحیمیت کو جذب کرتے ہوئے ہمارے ہر عمل سے وہ بچہ پیدا ہو جو ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ ان لوگوں میں ہم شمار ہوں جو جُوں جُوں عبادت میں ترقی کرنے والے ہوں تو تذلّل بھی ان کا بڑھتا چلا جائے۔ عاجزی اور انکساری بھی ان کی بڑھتی چلی جائے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عبادتوں کی خوبصورتی اور خشوع کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے یہ فرماتے ہیں کہ میں بھی جنت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جاؤں گا (صحیح البخاری کتاب الطب باب تمنی المریض الموت حدیث نمبر 5673 دار الکتاب العربی بیروت 2004ء) تو پھر کسی اور کا صرف عمل اسے کس طرح جنت میں لے جا سکتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس سے راضی رہ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام باتوں کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ضمانت دی ہوئی تھی اور انہوں نے دنیا کی اصلاح کرنی تھی، اسی کے لئے آئے تھے اور آپ کے عمل جیسا عمل تو کسی کا نہیں ہو سکتا وہ بھی اپنے خشوع و خضوع کو اس طرح بڑھاتے تھے کہ نوافل میں یہ احساس ہی نہیں رہتا کہ میرے پاؤں بھی متورم ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے مسلسل عاجزی اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہر حقیقی مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے نماز شروع کرنے اور ختم کرنے میں ایک واضح فرق ہو۔ اگر نماز

شروع کرنے سے پہلے اس میں کوئی اَنا یا تکبر کا حصہ تھا بھی تو نماز ختم کرتے وقت اس کا دل ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح باقی عبادتیں ہیں۔ ہر عبادت کا خاتمہ اس کے تکبر کا خاتمہ اور تذلّل کا اختیار کرنا ہو۔ اپنے روزمرہ معاملات میں ایک دوسرے سے سلوک اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دل میں عاجزی کی حالت لئے ہوئے ہو۔ پس عبادتیں ہمیں جھکائے چلی جانے والی ہونی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کو ہر وقت تازہ اور صحت مند پھلنے پھولنے والے پھل لگاتی رہے۔ ہر دن ہمیں اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرواتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل کو بڑھانے والا بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استغفار کرتے رہنے والا بنائے۔ ہماری ہر نیکی اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں نیکی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہوجائے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں فلاح پانے والے ہوں۔

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ آتاپامے (ٹوگو) کے ریجنل جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: وسیم احمد ظفرؔ ثانی۔ مبلغ ٹوگو)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آتا پامے ریجن کو اپنا ریجنل جلسہ سالانہ مورخہ 21 اور 22 فروری 2015ء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس جلسہ کے لئے جماعت احمدیہ نیاماسیلہ (Nyamassila) کا انتخاب کیا گیا۔ یہ وہی جماعت ہے جہاں پر مولویوں کی طرف سے شدید مخالفت کے باوجود محض خدا کے فضل سے مسجد کی تعمیر ممکن ہوسکی تھی۔ اس جلسہ کے انعقاد میں بھی ملّاں نے رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کی لیکن محض خدا کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے تمام رکاوٹیں دُور فرمائیں اور مخالفین کو منہ کی کھانی پڑی۔ اپنی اس ناکامی کو مٹانے کے لئے مولویوں نے ہماری جلسہ گاہ سے قریباً سو میٹر کے فاصلہ پر موجود اپنی مسجد میں اسی دن جماعت کے خلاف جلسہ کا پروگرام بنایا اور شدید مخالف دس مولویوں کو ایک دوسرے شہر سے بلایا گیا۔ ہم نے اس کی اطلاع سیکیورٹی حکام کو دی جنہوں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے اُن کو نہ صرف جلسہ کی اجازت نہیں دی بلکہ اُن مولویوں کو بھی واپس جانے کا حکم دیا۔

اپنی مذکورہ بالا ناکامی پر مولویوں نے اپنی مسجد میں اعلانات کرنے شروع کردیئے کہ جو جماعت کے جلسہ میں شرکت کرے گا اُس کے خلاف سخت ردّعمل آئے گا اور اس کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے گا اور گاؤں بدر کردیا جائے گا۔ ان دھمکیوں کے باوجود اُسی گاؤں سے چھ غیر از جماعت احباب نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ریجنل جلسہ سالانہ کے لئے تیاری کا آغاز دو ماہ پہلے سے ہی کردیا گیا تھا۔ کمیٹی بنا کر جلسے کے انعقاد کے لئے کام کا آغاز کیا گیا۔ تمام جماعتوں کے دورے کرکے احباب کو جلسہ میں شرکت کی تحریک کی گئی۔ پروگرام اور دعوت نامے شائع کرواکے مختلف اتھارٹیز، آئمہ کرام، سوشل اور سماجی کارکنان کے علاوہ متعدد غیر از جماعت احباب کو بھی بھجوائے گئے۔ علاقہ کی انتظامیہ سے اجازت نامہ حاصل کیا گیا اور اس کے مطابق جلسہ کے انعقاد کو یقینی بنایا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سارے کام مقررہ وقت پر سرانجام پاگئے۔ الحمدللہ

اس جلسہ کے دوران درج ذیل موضوعات پر تقاریر کی گئیں:

= اسلام میں قربانی کی اہمیت۔
= نماز کی اہمیت۔
= تربیتِ اولاد و تربیت مستورات۔
= 20 فروری کے حوالہ سے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر اور اس کا مصداق۔
= اسلام میں خلافت کا نظام اور ہماری ذمہ داریاں۔
= احمدیت کے بارہ میں اصل حقائق۔

اتھارٹیز کی موجودگی میں ’’اسلام اور برداشت‘‘ کے موضوع پر اسلامی تعلیمات بیان کی گئیں۔

نماز تہجد کا باجماعت انعقاد کیا گیا اور نماز فجر کے بعد ’’ممانعت الکحل اور اسلامی تعلیمات‘‘ کے موضوع پر درس کا اہتمام کیا گیا۔

نیشنل صدر جماعت احمدیہ ٹوگو مکرم عرفان احمد ظفر صاحب نے جلسہ کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں اسلام کی امن اور برداشت کے بارہ میں حسین تعلیم بیان کی اور دعا کے ساتھ اس جلسہ کا آغاز کیا۔

اس جلسہ میں آتاپامے ریجن کے علاوہ نوچے اور کارا ریجن سے بھی وفود نے شرکت کی توفیق پائی۔

اس جلسہ میں علاقہ کے انتظامی چیف پریفیکٹ (گورنر) نے بھی شرکت کی اور جماعت احمدیہ کی امن کے لئے کی جانے والی کوششوں کی خاص طور پر تعریف کی اور اپنی ان کاوشوں کو بھرپور طریقہ سے جاری رکھنے کی تلقین کی۔

اسی طرح گاؤں کی نمائندگی میں ایک غیر احمدی معلم نے جو گاؤں کے مدرسہ میں استاد ہیں، کہا کہ جس انداز میں احمدیت اسلام کی سربلندی کے لئے کام کر رہی ہے ایک وقت آئے گا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے اور مل کر اسلام کی ترقی کے لئے کام کریں گے۔ ان معلم صاحب نے دبے لفظوں میں اس بات کا بھی اظہار کیا کہ کیونکہ وہ مدرسہ میں ٹیچر ہے اور وہیں سے اپنی فیملی کو پالتا ہے اس لئے فی الحال اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ جلد ہی وہ اس بندھن سے آزاد ہوجائے گا اور انشاء اللہ پھر وہ آزادی سے بات کرسکے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے۔

اس جلسہ میں شریک احباب کی مہمان نوازی کے لئے ریجن کی لجنہ کی ایک ٹیم نے دن رات بڑی محنت سے کام کیا اور خدام الاحمدیہ کی ایک ٹیم نے جلسہ اور جلسہ گاہ کی سیکیورٹی کا انتظام سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور ان کے ایمان اور اخلاص میں برکت دے۔

اپریل 2015ء میں ٹوگو میں انتخابات ہو رہے تھے اس کی وجہ سے علاقہ میں سیاسی سرگرمیاں جاری ہیں اور اس لئے احباب جماعت کو سفر کے لئے بہت تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ اس کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ میں 18 جماعتوں سے کُل 441 احباب نے شرکت کی توفیق پائی۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بناتے ہوئے ہمیں احسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

☆......☆......☆

بینن (مغربی افریقہ) کے باسیلہ ریجن کی جماعت میں جلسہ نومبائعین کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

(رپورٹ: انصر عباس۔ مبلغ سلسلہ بینن)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں 23 فروری 2015ء کو اپنے ریجن کی ایک نو مبائع جماعت Kagové (کاگوئے) میں جلسہ نومبائعین منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جلسہ میں مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن اور نائب امیر مکرم بکری مصلیو صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

یہ گاؤں Banté (بانتے) کمیون میں ہے۔ جنوری 2015ء میں اس گاؤں میں مقیم فلانی قبیلہ کے 69 لوگوں نے احمدیت قبول کی تھی۔ یہاں مستقل نماز جمعہ کا انتظام بھی کیا جاتا ہے اور چندہ بھی ادا کرتے ہیں۔ غیر احمدی مولوی ان کو احمدیت چھڑانے کے لئے بہت زور لگا رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے نومبائعین ان مخالفتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایمان اور اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔

پروگرام جلسہ نومبائعین کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ فی مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ مکرم کاؤالحسن صاحب لوکل مبلغ سلسلہ نے خلافت کی برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے انسان کی پیدائش کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کو اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے بتایا کہ احمدی ہونے کے بعد ان کو عبادت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

نومبائعین نے اپنے تأثرات میں بتایا کہ وہ احمدیت کی تبلیغ سے بہت خوش ہیں۔ احمدیت کی برکت سے ہم سب لوگ یہاں اپنے گاؤں میں درخت کے نیچے جمعہ ادا کرتے ہیں۔ پہلے غیر احمدیوں کی مسجد میں جو 10 کلومیٹر دُور ہے جا کر صرف 2 یا 3 لوگ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمیشہ ہمارا تعلق جماعت کے ساتھ قائم رہے۔ پروگرام کے بعد احباب نے سوالات بھی کیے۔ مکرم امیر صاحب نے اُن کے سوالات کے جوابات دیئے۔

اجلاس کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی جس کے بعد تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

اس پروگرام کی کل حاضری 90 تھی جن میں بعض غیر احمدی افراد بھی شریک تھے۔

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آکر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کئے تھے یا صنعت وحرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔ پھر وہ کیا چیز تھی جو آپ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاقِ فاضلہ تھے۔ یہ پہلے مفقود تھی۔ آپ نے پہلے اُسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا۔ اور صحابہ اور اُن کی اولادوں اور پھر اُن کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 29 نومبر 2013ء)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے
30ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

❁......پانچ ہزار سے زائد افراد کی جلسہ میں شرکت ❁......مختلف موضوعات پر تقاریر

❁......عطیۂ خون ❁......ریڈیو، ٹی وی اور پریس میں جلسہ کی کوریج

(رپورٹ: باسط احمد۔ مبلغ سلسلہ ساں پیدرو۔ آئیوری کوسٹ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی ترقی کے لئے جو فیوض جاری فرمائے ہیں ان میں سے ایک فیضان جلسہ سالانہ ہے۔ یہ اس وقت دنیا میں ایک منفرد جلسہ ہے جس میں لوگ خالصۃً دینی اور روحانی اغراض سے اکٹھے ہوتے ہیں۔ تعلق باللہ اور محبت الٰہی میں ترقی کے لئے بکثرت ذکر الٰہی کرنے کا موقع ملتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے اور سیکھنے کی تقریب پیدا ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سننے کا موقع ملتا ہے جن کے ذریعہ اس دَور میں ہمیں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کا فہم وادراک حاصل ہوا۔

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو اپنا 30واں جلسہ سالانہ مورخہ 26 تا 28 دسمبر 2014ء مہدی آباد آبی جان میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ کا انعقاد جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے یہ جلسہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا اور شرکاء کے لئے ازدیاد علم وعرفان کا باعث بنا۔

جلسہ سالانہ کی تیاری حسب روایت کئی ماہ قبل شروع کر دی گئی تھی۔ مکرم امیر صاحب کی زیر رہنمائی افسر جلسہ سالانہ مکرم کریم جوارا صاحب نے انتظامیہ کمیٹی کے متعدد اجلاسات منعقد کئے جن میں Red Book میں درج سابقہ کمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے امسال انتظامات کو پہلے سے بہتر بنانے کے لئے مختلف عملی اقدامات کئے گئے۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ بدھ کے روز سے ہی شروع ہوگیا تھا تاہم مہمانوں کی ایک بڑی تعداد جوق در جوق، قافلہ در قافلہ جمعرات کے روز سے مہدی آباد پہنچی۔ ہمسایہ ملک ٹوگو سے دو افراد پر مشتمل ایک وفد بدھ کے روز آبیجان پہنچا جبکہ مکرم امیر صاحب بینن اور مکرم امیر صاحب برکینا فاسو بمع وفد جمعرات کی شام کو تشریف لائے۔ جمعرات کی شام تک اکثر وفود پہنچ چکے تھے اور جلسہ گاہ میں خوب رونق اور گہما گہمی تھی۔

26 دسمبر بروز جمعۃ المبارک دن کا آغاز صبح چار بجے باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم عیزا وترا صاحب نے درس قرآن کریم دیا۔

دوپہر بارہ بجے جمعہ کی پہلی اذان کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گزشتہ خطبہ جمعہ کی جولا زبان میں ریکارڈنگ حاضرین کو سنائی گئی۔ بعد دوپہر ایک بجے مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے مقامی طور پر خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔

سہ پہر چار بجے مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ سیکرٹری امور عامہ مکرم ڈاکٹر احمد کولی بالی صاحب نے قومی پرچم لہرایا۔ جلسہ کی باقاعدہ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور اس کے فرانسیسی ترجمہ سے ہوا۔ مکرم قاسم تراؤرے صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام پیش کیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور قیام صلوٰۃ پر زور دیا۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم صدیقی جیالو صاحب نے نماز باجماعت اور اس کی شرائط وآداب کے عنوان سے مدلل اور جامع تقریر کی۔ اس تقریر کے ساتھ ہی جلسہ کے پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی اور کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کے فرمودہ تازہ خطبہ جمعہ کی ریکارڈنگ احباب جماعت نے سنی۔

27 دسمبر بروز ہفتہ کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔ مکرم صادق احمد لطیف صاحب مبلغ سلسلہ بواکے ریجن نے نماز فجر کے بعد جہاد کی حقیقت کے عنوان سے درس قرآن دیا۔

ناشتہ کے بعد ہیومینٹی فرسٹ کے تحت بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انتظام تھا۔ یہ کیمپ دن گیارہ بجے تک جاری رہا اور پچاس سے زائد احباب نے اس میں عطیۂ خون دینے کی توفیق پائی۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا اور خصوصی اجلاس مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت صبح نو بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ پیش کیا گیا۔ اس اجلاس میں اعلیٰ سرکاری حکام، آئمہ مساجد، عمائدین شہر اور دیگر مہمانوں نے بطور خاص شرکت کی۔ خصوصی مہمانوں میں سپریم کورٹ کے ایک جج، فر کے ریجن کے گورنر کے نمائندہ، بسم اور ابنگرو شہر کے آئمہ اور چرچ کے بعض نمائندگان شامل تھے۔ UNO کے تحت کام کرنے والے ایک بنگالی ڈاکٹر بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم حمیدو باپینا صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کی تھی۔ موصوف کی تقریر کا عنوان اسلامی پردہ کی اہمیت اور اس پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات تھا۔ دوسری تقریر مکرم کریم جوارا صاحب افسر جلسہ سالانہ کی تھی جس کا عنوان تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم عفوودرگزر۔ یہ تقریر فرانسیسی زبان میں تھی جس کا جولا زبان میں خلاصہ بھی پیش کیا گیا۔ اس تقریر کے بعد اجلاس کی کارروائی تو جاری رہی لیکن معزز مہمانوں کو نمائش اور بلڈ ڈونیشن کیمپ کا وزٹ کروایا گیا۔ جلسہ گاہ میں جلسہ کے دوسرے اجلاس کی آخری تقریر مکرم عبدالرحمان وترا صاحب لوکل مشنری نے ضرورۃ الامام کے موضوع پر کی۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا اجلاس دوپہر تین بجے مکرم خالد محمود شاہد صاحب امیر ومشنری انچارج برکینا فاسو کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید بمع فرانسیسی ترجمہ اور نظم کے ساتھ شروع ہوا۔ اس اجلاس کے پہلے مقرر مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر ومشنری انچارج بینن تھے مگر ناسازی طبع کے باعث آپ اس اجلاس میں شریک نہ ہوسکے۔ ان کی جگہ مکرم محبّ اللہ خالد صاحب مبلغ سلسلہ برکینا فاسو نے تقریر کی جس میں مالی قربانی کے دلچسپ واقعات نہایت مؤثر انداز میں بیان کئے۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر خاکسار باسط احمد مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ نے بعنوان 'کیا قرآن کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے؟' کی جس کا جولا زبان میں ساتھ ساتھ ترجمہ پیش کیا گیا۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد تین پروگرام ہوئے۔

1۔ انصاراللہ کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے انصاراللہ کے نمائندگان نے شرکت کی اور آئندہ دوسال کیلئے صدر مجلس انصاراللہ آئیوری کوسٹ اور نائب صدر صف دوم کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

2۔ مکرم ڈاکٹر احمد کولیبالی صاحب نے ایبولا بیماری سے متعلق ایک معلوماتی پروجیکشن پیش کی اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیے۔

3۔ کھانے کے بعد رات نو بجے مکرم صادق احمد لطیف صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم میتے موسیٰ صاحب لوکل مشنری نے حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ رات گیارہ بجے دعا کے ساتھ یہ دلچسپ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

28 دسمبر بروز اتوار کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔ بہت سے نومبائعین کے لئے باجماعت نماز تہجد میں شامل ہونے کا یہ پہلا موقع اور تجربہ تھا جس سے انہوں نے بہت روحانی حظ اٹھایا۔ نماز فجر کے بعد حسب معمول درس قرآن دیا گیا۔

جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم امیر صاحب کی صدارت میں قرآن کریم کی تلاوت بمع فرانسیسی ترجمہ اور نظم سے ہوا۔ اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ابراہیم تیرو صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ نے کی۔ دوسری تقریر میں مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے تنظیمی امور سے متعلق خدام کو نصائح کیں۔ جبکہ تیسری تقریر میں مکرم سیسے سعیدو صاحب صدر مجلس انصاراللہ آئیوری کوسٹ نے انصار کو نصائح کیں۔ آخری تقریر میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے لجنہ سے خطاب کیا۔ جس کے بعد نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم بمبا قطبو صاحب نے دوران سال قرآن کریم ختم کرنے والوں کے اسماء پڑھے اور ان سب کو اسناد اور انعامات دیئے گئے۔ اسی طرح تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو بھی اسناد اور انعامات سے نوازا گیا۔

دن کے گیارہ بجے جلسہ سالانہ کا اختتام حضور انور ایدہ اللہ کے فرمودہ اختتامی خطاب سے ہوا جو حضور نے جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس سے لندن سے براہ راست ارشاد فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی اختتامی دعا کے ساتھ آئیوری کوسٹ کے شرکاء جلسہ نے بھی شامل ہونے کی سعادت پائی۔ اور اس طرح جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

جلسہ سالانہ میں ملک کے طول وعرض سے 5100 افراد شامل ہوئے۔

جلسہ سالانہ سے قبل نیشنل ٹی وی RTI نے جلسہ کا اعلان اور خبر نشر کی۔ جلسہ کے بعد پانچ مختلف کثیر الاشاعت اخبارات نے تصاویر کے ساتھ جلسہ کی خبریں نشر کیں۔ اسی طرح جماعتی ریڈیو پروگرامز میں بھی جلسہ سالانہ کی خبریں اور تقاریر کی ریکارڈنگ نشر کی گئیں۔ یوں کئی لاکھ افراد تک جماعت کا تعارف پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

ساں پیدرو سے تعلق رکھنے والی ایک غیر احمدی خاتون Awa صاحبہ پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئی تھیں۔ بیان کرتی ہیں کہ جلسہ میں شامل ہونا میرے لئے بہت بڑا روحانی تجربہ تھا۔ تین دن دنیا کے کاموں سے الگ تھلگ ایک خاص روحانی ماحول میں دعائیں کرتے ہوئے گزارے۔ ان باتوں کا دل پر ایک خاص اثر ہے جسے بیان نہیں کرسکتی۔

ایک نو احمدی فوفانہ صاحب جن کا تعلق بواکے ریجن سے ہے جلسہ سے ایک دن پہلے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے اور اگلے روز ہی آبی جان جلسہ میں شرکت کیلئے حاضر ہوگئے۔ موصوف کہتے ہیں کہ جلسہ کے انتظامات نے بہت متأثر کیا۔ ہر چھوٹا بڑا ایک خاص جذبے سے خدمت کرتا نظر آیا۔ اس محبت کا اثر ان کے چہروں سے صاف نظر آرہا تھا۔

ابنگرو کے امام نے کہا کہ جماعت کے نظم وضبط سے بہت متأثر ہوا ہوں اور شرکائے جلسہ میں سے ہر کوئی 'محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں' کی عملی تصویر نظر آیا۔

آخر پر دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

جماعت کے ساتھ نماز کے زیادہ ثواب میں حکمت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو مگر اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے۔ پس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدا نے ہم کو دی ہے مگر اس انعام میں ان الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ ''دین کو دنیا پر مقدّم کروں گا'' بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں بلکہ امام کے ہاتھ پر۔ نہیں! نہیں!! بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق مرتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے اور بڑے حزم واحتیاط کی ضرورت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کر کے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے وَاتَّقُوْا یَوْمًا۔ ایک وقت آتا ہے کوئی دوست، آشنا، اپنا، بیگانہ کچھ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اس کی بیماری کو نہیں بٹا سکتے۔ یہ نمونہ اس بات کا ہے کہ یہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اس لئے اس دن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو کہ ''دین کو دنیا پر مقدّم رکھیں گے''۔ رنج وراحت، عُسر یُسر میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔''

(خطبات نور صفحہ 12-13)

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے زیر اہتمام

حضرت مسیح اقدس موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیّبہ کے بارہ میں ایک نمائش

سہیل احمد ثاقب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا۔ انچارج نمائش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کینیڈا کو یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مناسبت سے مؤرخہ 20 مارچ تا 23 مارچ 2015ء بمقام جامعہ احمدیہ ،حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس حیات کے بارہ میں ایک نمائش کے منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے مؤرخہ 11 اکتوبر 2014ء کو تجویز پیش کی کہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کو ہر سال مختلف موضوعات پر نمائش کا اہتمام کرنا چاہیے تا کہ طلباء کو محنت اور ریسرچ کی عادت ہو۔ اور وہ پیشکردہ موضوعات کو تصویری رنگ میں دیکھ کر ان کا جامع رنگ میں احاطہ کرسکیں۔ نیز احباب جماعت بھی اس سے مستفید ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آپ نے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے اساتذہ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے ایک تفصیلی اسکیم تیار کی۔ چنانچہ پہلی نمائش کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مختلف موضوعات کو چن کر بینرز تیار کئے گئے۔ چند موضوع درج ذیل ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کی جھلکیاں بصورت Timeline، شجرۂ نسب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، دعاوی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور بعثت کی غرض، تعارف کتب، ملفوظات، مکتوبات اور اشتہارات وغیرہ، تصاویر تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، تعارف کتب روحانی خزائن۔ مختلف موضوعات پر چنیدہ اقتباسات اور بعض دوسرے چھوٹے معلوماتی بینرز بھی تیار کئے گئے۔

اساتذہ و طلباء پر مشتمل ایک ایڈٹنگ ٹیم نے جملہ مواد کی اچھی طرح چھان بین اور حوالہ جات کی چیکنگ کی۔ بعد ازاں ٹرانسلٹریشن (Transliteration) کے اُصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایڈیٹنگ کی۔ اسی طرح ہر بینر کے سائز کے مطابق الفاظ کی مقدار کا تعین کیا۔

بعد ازاں ڈیزائننگ اور گرافکس ٹیم نے اس مواد کو مختلف بینرز کے سائزوں کے مطابق خوبصورت اور دلکش انداز میں ڈیزائن کیا تا ایک عام قاری خصوصاً یہاں کی نوجوان نسل ان بینرز کو نہ صرف آسانی سے سمجھ سکے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام و مرتبہ اور آپ کے کارناموں کا ایک مکمل نقشہ ذہن نشین ہوجائے۔

اس کے بعد set up کی ٹیم نے ان تیار شدہ بینرز کو جامعہ احمدیہ کینیڈا کی عمارت کے ہال ویز (Hallways) میں خوبصورتی کے ساتھ آویزاں کرنے کے ساتھ کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی سیرت پر چھپنے والی کتب بھی شامل نمائش کیں۔ اسی طرح جامعہ احمدیہ کے اسمبلی ہال میں بعض تاریخی تصاویر کے سلائڈ شوز اور نظموں کا اہتمام کیا گیا۔

افتتاح نمائش:

اس نمائش کا باقاعدہ افتتاح مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا نے مورخہ 20 مارچ 2015ء بعد نماز عصر فیتہ کاٹنے کے بعد دُعا کے ساتھ کیا۔ آپ نے ساری نمائش کو تفصیل سے دیکھا اور خوشی کا اظہار کیا اور جامعہ احمدیہ کو اس کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی۔

افتتاح سے قبل محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل سلّمہا اللہ تعالیٰ بنت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مکرم پرنسپل صاحب کی خصوصی دعوت پر جامعہ احمدیہ میں تشریف لا کر نہ صرف نمائش کے اس اقدام کو سراہا بلکہ طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا کی اس کاوش پر بے حد حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسی طرح مکرم صاحبزادہ ظاہر احمد صاحب (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نواسے) ازراہ شفقت اس نمائش کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔

جامعہ احمدیہ کے استقبالیہ میں طلباء مہمانوں کو خوش آمدید کہتے اور پھر عورتوں، مردوں اور فیمیلیز کو الگ الگ نمائش دکھانے کا انتظام کیا جاتا۔ طلبہ ہر بینر کی تفصیل اردو اور انگریزی زبان میں شاملین کو سمجھاتے رہے جسے شاملین کی طرف سے بہت سراہا گیا۔ اسی طرح جامعہ احمدیہ کے ہال میں مختلف نظمیں بھی سنائی گئیں۔ نیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور قادیان دارالامان کی بعض تصاویر سلائیڈ شوز کی صورت میں چلتی رہیں۔

اس نمائش میں احباب جماعت نے بھرپور دلچسپی کا اظہار کیا خصوصاً نوجوان نسل نے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے اس اقدام کو بہت سراہا اور مستقبل میں بھی ایسی نمائشوں کے انعقاد کی خواہش کا پُرزور اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2500 سے زائد احباب نمائش کو دیکھ چکے ہیں۔

تأثرات

Visitors Book میں زائرین نے خوشکن تأثرات کا اظہار کیا ہے۔

نمونہ کے طور پر چند احباب کی رائے خلاصۃً پیش ہے۔

مکرمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ:

مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ جو کام اتنی محنت سے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس میں بے شمار برکت ڈالے اور تمام ٹیم کو بشمول پرنسپل صاحب کے جزائے خیر عطا فرمائے اور دین کی مقبول خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا:

Excellent learning tool

مکرم مبارک نذیر صاحب مشنری انچارج جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا: میں بے حد متأثر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے۔ درخواست ہے اس تمام نمائش کا بروشر بنایا جائے۔ بہت مفید نمائش ہے۔

مکرم ظاہر احمد صاحب ابن صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ: May Allah bless you all for all the hard and valuable work

مکرم اسلم داود صاحب نائب امیر جماعت ہائے کینیڈا: Very impressive, very high quality of content and display

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔ طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا اور احباب جماعت بھی زیادہ سے زیادہ اس سے مستفید ہوسکیں۔ آمین

☆......☆......☆

یوگنڈا (مشرقی افریقہ) کے مختلف علاقوں میں جلسہ ہائے 'یوم مصلح موعود' کا کامیاب انعقاد

رانا صباحت احمد۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا

جماعت احمدیہ یوگنڈا 8 ریجنز اور 146 جماعتوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا پیغام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی یہاں پہنچ گیا تھا مگر باقاعدہ جماعت کا قیام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا تھا۔

ماہ فروری میں یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے مکرم امیر جماعت یوگنڈا نے تمام مبلغین کو خصوصی تاکید کی کہ تمام جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا انعقاد کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام ملک میں امسال 40 پروگراموں کا انعقاد کیا گیا جن میں مبلغین کرام نے اپنی تقاریر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور احباب کے علم میں اضافہ کیا۔

مکرم افضال احمد رؤوف صاحب امیر جماعت یوگنڈا اور نائب امیر مکرم مولانا محمد علی کائرے صاحب نے بعض جلسوں میں خصوصی شرکت کی اور اپنی تقاریر میں ایمان افروز واقعات سنائے۔

ملک بھر میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ میں شرکت کرنے والوں کی مجموعی تعداد 2643 رہی۔ 174 سے غیر از جماعت دوست بھی ان جلسوں میں شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان جلسوں کے بہترین نتائج پیدا ہوں۔ آمین۔

☆......☆......☆

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ شہادت توحید

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کی روشنی میں

(نصیر احمد قمر)

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ
مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔
عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم

(سورۃ التوبہ آیت نمبر128۔ 129)

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بےحد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو کہہ دے میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں توکّل کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

چوں ز من آید ثنائے سرور عالی تبار
عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار
سرور خاصان حق ، شاہ گروہِ عاشقاں
آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار
ہر رگ و تار وجودش خانہء یارِ ازل
ہر دم و ہر ذرّہ اش پُر از جمال دوستدار
روح اُو در گفتن قولِ بلیٰ اوّل کسے
آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5)

ترجمہ: مجھ سے اس عالی قدر سردار کی تعریف کس طرح ہوسکے جس کی مدح سے زمین اور آسمان دونوں عاجز ہیں۔

وہ خاصّان حق کا سردار اور عاشقان الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے جس کی روح نے معشوق کے وصل کے ہر درجہ کو طے کرلیا ہے۔

اس کے وجود کا ہر رگ وریشہ خداوند ازلی کا گھر ہے۔

اس کا ہر سانس اور ہر ذرّہ دوست کے جمال سے منوّر ہے۔

قولِ 'بلیٰ' کہنے میں اس کی روح سب سے اوّل ہے۔ وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے بھی پہلے اس کا یار سے تعلق ہے۔

کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے پہلا رکن ہے۔ اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ"

(ازالۂ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 169)

اسی طرح فرمایا: **"یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے"۔**

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 89۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جس طرح یہ پاک کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ اور لُبّ لُباب ہے اسی طرح یہی کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ومطہر سیرت کا بھی خلاصہ اور لبّ لُباب ہے۔

قرآن مجید میں بڑی صراحت سے یہ ذکر موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خدا تعالیٰ کی وحی کی اتباع میں گزرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ یہ اعلان کردیں کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ (الانعام: 51) کہ مَیں تو صرف اُس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا گیا ہے۔ گویا آپؐ کی حیات طیبہ، آپؐ کی پاکیزہ سیرت قرآنی تعلیم کا ایک عملی نمونہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کس جامعیت کے ساتھ اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کَانَ خُلُقُہٗ الْقُرْآن۔ (مسند احمد، احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 163) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلمہ طیبہ کو "قرآن کریم کی ساری تعلیم کا خلاصہ" قرار دیا ہے اسی طرح یہ کلمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بھی خلاصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ان پانچ ارکان اسلام میں سے اوّل نمبر پر ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ ہر اذان میں اس شہادت کا اعلان کیا جاتا ہے اور ہر نماز میں تشہد میں ہم اس شہادت کو ادا کرتے ہیں۔

اوّل المسلمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عظمت وشان کے ساتھ اور جس بصیرت اور عرفان کے ساتھ یہ شہادت دی اس پر خدا تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن مجید وفرقان حمید شاہد ہے جس میں آپؐ کو شھیدًا (البقرۃ: 144) اور شاھدًا (الاحزاب: 46) کے عظیم الشان اور جلیل القدر خطابات سے نوازا گیا۔

شہادت کی کئی قسمیں ہیں۔ شہادت قولی بھی ہوتی ہے اور علمی ونظری بھی۔ لیکن وہ شہادت جو رؤیت کی بنا پر ہو اور عملی اور فعلی شہادت ہو اس کا مرتبہ بہت ارفع اور اعلیٰ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت توحید ایک اعلیٰ درجہ کی رؤیت پر مبنی تھی اور آپ نے اپنے پاک عملی نمونہ سے یہ شہادت دی۔

شہادت کا مضمون بہت وسیع ہے۔ قرآن مجید نے اس تعلق میں یہ عجیب مضمون بھی بیان کیا ہے کہ بعض اوقات شہادت تو سچی اور واقعی ہوتی ہے لیکن شہادت دینے والا اپنی شہادت میں سچا نہیں ہوتا۔

سورۃ المنافقون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو کہتے کہ نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ (المنافقون: 02)۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات تو ٹھیک ہے وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ (المنافقون: 02)۔ اللہ جانتا ہے کہ تُو اس کا رسول ہے۔ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ (المنافقون: 02) لیکن اللہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ محض منہ سے ایک صداقت کی شہادت کا اعلان کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تصدیق قلبی اور عمل صالح کا ہونا ضروری ہے۔

یوں تو ہر مسلمان سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ صدقِ دل سے خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی گواہی دے لیکن ہم جو احمدی مسلمان ہیں اور اس زمانہ کے عظیم شاہد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مہدی کی سچائی کی گواہی دیتے ہوئے دنیا بھر میں خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی شہادت کو پھیلانے کے لئے مستعد ہیں۔ ہمارا خصوصیت سے فرض ہے کہ ہم شہادت کے بلند اور اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی سعی کریں اور ایسے صدق، اخلاص، وفا اور عملی نمونہ کے ساتھ علی وجہ البصیرت یہ شہادت دیں کہ ہمارا شمار ان "اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ" میں ہو جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران کی آیت 19 میں بڑے پیار کے ساتھ ان کی شہادت کو اپنی شہادت کے ساتھ ملاتے ہوئے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًابِالْقِسْطِ ۔لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (آل عمران :19) ترجمہ:۔ اللہ انصاف پر قائم رہتے ہوئے شہادت دیتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی اور اہل علم بھی (یہی شہادت دیتے ہیں)۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا۔

خدا کرے کہ ہمیں ایسا ایمان نصیب ہو اور اتباع رسول کی ایسی توفیق عطا ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور اس عرض اور التجا میں صادق ٹھہریں کہ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (آل عمران:54) اے ہمارے ربّ! ہم اس پر ایمان لے آئے جو تُو نے اُتارا اور ہم نے رسول کی پیروی کی۔ پس ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض دنیا میں خدا تعالیٰ کی سچی اور خالص توحید کا قیام تھا۔ اور یہی غرض آپ کی غلامی میں مبعوث ہونے والے حضرت مسیح ومہدی علیہ السلام کی تھی اور جیسا کہ آیت استخلاف میں یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کے الفاظ میں بتایا گیا یہی مقصد آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ:

"مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہوجاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہوجاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کرسکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب درعجیب قدرتوں کا مشاہدہ کرسکتا ہے"۔

حضور علیہ السلام نے اپنی تحریرات، مکتوبات اور ملفوظات میں متفرق مواقع پر کلمہ طیبہ کے معانی ومطالب پر بہت پُر معرفت روشنی ڈالی ہے جس کا مطالعہ ایک سالک کے لئے بہت ہی مفید اور باعث برکات ہے۔

اس مضمون میں خاکسار نے آپ علیہ السلام کے صرف ملفوظات سے کلمہ طیبہ کے پہلے حصّہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے حوالہ سے بعض اقتباسات کا انتخاب کیا ہے جن میں آپ نے کلمہ طیبہ کی حقیقت، اس کے مختلف معانی ومطالب، توحید کی مختلف اقسام، سچے موحّد کی علامات، توحید کے تقاضوں اور اس کی برکات وغیرہ امور کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل موحد تھے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف واقعات سے آپ کے اقرار توحید اور شہادت توحید کے بلند مرتبہ پر روشنی ڈالی ہے۔

حضور علیہ السلام کے ان ملفوظات کا ایک ایک جملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک عنوان ہے۔ ان ارشادات کو پڑھتے ہوئے اہل علم کے ذہنوں کو ایک نئی جلا عطا ہوگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بہت سے واقعات ان کے ذہنوں میں تازہ ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت توحید کے نہایت اعلیٰ وارفع مقام سے آگاہی ہوگی۔ انشاء اللہ۔

اے اللہ! تو ہمارے نفوس کو ہر قسم کے شرک کی آلودگی سے مکمل طور پر صاف کرتے ہوئے توحید خالص کے نور سے روشن فرماوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور اسوۂ حسنہ پر کماحقہ عمل کی توفیق سے نوازتے ہوئے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ ان لوگوں میں شامل فرما جن کے متعلق تو نے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ آمین اللّٰھم آمین

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی حقیقت اور اس کے مختلف معانی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ **تمہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہیں۔** جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل وقال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہوسکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ کچھ بھی نہیں بنتا۔......

......خوب یاد رکھنا چاہئے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں، لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہوں گی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے۔ اور اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کردے......۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دُنیا پر دین کو مقدم کردے۔

یاد رکھو! مخلوق کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھ کر کہ پنج وقت نماز پڑھتا ہے یا اَور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اس لیے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہیے یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتی ہے۔

اب یاد رکھنا چاہئے کہ کلمہ جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود، محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے ۔ یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں۔ اس لیے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہوجاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ قَالَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ۔ یعنی جس نے صدق دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

لوگ دھوکہ کھاتے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظ کہہ دینے سے انسان جنت میں داخل ہو

جاتا ہے۔ اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بے کار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں! بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے۔ جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنّت میں داخل ہو جاتا ہے۔ نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنّت میں ہوتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب اور مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دُکھ یا تکلیف اُسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بُتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ہم بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقائق کی کوئی خبر نہیں اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں۔

معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بُت پرستی تک ہو۔ اَور بھی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں۔ جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کر رہا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی بُت پرست اور مشرک ہے۔ یہ لَا نفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ اَنفسی ہوں یا آفاقی۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بُت ہیں یا ظاہری بُت ہیں۔ مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکّل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا بُت ہے۔ اس قسم کی بت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی ہلاک کر دیتا ہے۔

موٹی قسم کے بت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور اُن سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان اُن سے الگ ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انہوں نے بُت پرستی کو چھوڑا یا نہیں؟ اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اَب بُت پرستی نہیں کرتے۔ لیکن یہاں تک ہی بُت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بُت پرستی چھوڑ دی ہے۔ مگر ابھی تو ہزاروں بُت انسان بغل میں لیے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو فلسفی اور منطقی کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نہیں نکال سکتے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے۔ یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے۔

جو لوگ جذباتِ نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہوں گے جو فقیہہ اور صوفی کہلاتے ہوں گے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور اُن کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بُت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے اور ہزاروں کُشت و خون ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں اُن کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں۔ اور اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضوِ معطل قرار دے رکھا ہے۔

بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے۔ اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیّبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کار بند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

یہ امر خوب سمجھ لو کہ مَیں جو اس مقام پر کھڑا ہوں۔ میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سُنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں۔ میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے، پہنچا دینا ہے۔ اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اُسے سُنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے۔ مَیں نے فرض ادا کرنا ہے۔

میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر مَیں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا، مَیں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض، کینہ، حسد، ریا وغیرہ کے بُت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحّد بنتا ہے جب یہ اندرونی بُت تکبر، خود پسندی، ریاکاری، کینہ و عداوت، حسد و بخل، نفاق و بد عہدی وغیرہ کے دُور ہو جاویں۔ جب تک یہ بُت اندر ہی ہیں۔ اس وقت تک لَا اِلٰـہَ اِلّا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں توکُل کی نفی مقصود ہے۔

پس یہ پکّی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالفِ مزاج ہوا اور غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک یہ مخفی معبود موجود ہوں ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کر لو گے جو ایک سچے موحّد کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ چوہے اندر ہیں اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے۔ جو کچھ مَیں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سُنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اُٹھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آئندہ ان میں سے کون ہوگا اور کون نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے تکلیف اُٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا میں اپنا فرض ادا کر دوں۔

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا معبود اور محبوب اور مقصود ہو۔ اور یہ مقام اسی وقت ملے گا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور اُن بتوں کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 92-88۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے

"خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لَا اِلٰـہَ اِلّا اللّٰہ کا قائل نہیں"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 91 حاشیہ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

شرک کی مختلف اقسام اور توحید کی مختلف حالتیں

"شِرک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو اس کے اصل مقصد سے ہٹا کر جہنّم کا وارث بنا دیتا ہے۔

شِرک کی کئی قِسم ہیں۔ ایک تو وہ موٹا اور صریح شِرک ہے جس میں ہندو، عیسائی، یہودی اور دوسرے بُت پرست لوگ گرفتار ہیں۔ جس میں کسی انسان یا پتّھر یا اور بے جان چیزوں یا قوتوں یا خیالی دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا بنا لیا گیا ہے......مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور وہ اس زمانہ میں بہت بڑھتا جاتا ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا......جب انسان حد سے تجاوز کر کے اسباب ہی پر پُورا بھروسہ کرے اور سارا دارومدار اسباب ہی پر جا ٹھہرے تو یہ وہ شرک ہے جو انسان کو اُس کے اصل مقصد سے دُور پھینک دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں سبب نہ ہوتا تو مَیں بھوکا مر جاتا۔ یا اگر یہ جائداد یا فلاں کام نہ ہوتا تو میرا بُرا حال ہو جاتا۔ فلاں دوست نہ ہوتا تو تکلیف ہوتی۔ یہ اُمور اس قسم کے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ جائداد یا اَور اَور اسباب و احباب پر اس قدر بھروسہ کیا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے بکلّی دُور جا پڑے۔ یہ خطرناک شرک ہے جو قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہے...... جب انسان اسباب پر تکیہ اور توکّل کرتا ہے تو گویا خدا تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کرتا ہے اور ان اسباب کو حصہ دیتا ہے اور ایک اور خدا اپنے لیے ان اسباب کا تجویز کرتا ہے۔ چونکہ وہ ایک پہلو کی طرف جھکتا ہے اس سے شرک کی طرف گویا قدم اُٹھاتا ہے۔ جو لوگ حکّام کی طرف جھکے ہوتے ہیں اور اُن سے انعام یا خطاب پاتے ہیں اُن کے دل میں اُن کی عظمت خدا کی سی عظمت داخل ہو جاتی ہے۔ وہ اُن کے پرستار ہو جاتے ہیں اور یہی ایک امر ہے جو توحید کا استیصال کرتا ہے اور انسان کو اُس کے اصل مقصد سے ہٹا کر دُور پھینک دیتا ہے...... اس لیے مقدم ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید ہو۔ رعایت اسباب کی جاوے۔ اسباب کو خدا نہ بنایا جاوے۔ اسی توحید سے ایک محبت خدا تعالیٰ سے پیدا ہوتی ہے جب کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔ محسن حقیقی وہی ہے۔ ذرّہ ذرّہ اُسی سے ہے۔ کوئی دوسرا درمیان نہیں آتا۔ جب انسان اس پاک حالت کو حاصل کرے تو وُہ مُوحّد کہلاتا ہے۔

غرض ایک حالت توحید کی یہ ہے کہ انسان پتھروں یا انسانوں یا اور کسی چیز کو خدا نہ بنائے، بلکہ ان کو خدا بنانے سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے۔

اور دوسری حالت یہ ہے کہ رعایت اسباب سے نہ گزرے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ اپنے نفس اور وجود کے اغراض کو بھی درمیان سے اُٹھا دیا جاوے اور اس کی نفی کی جاوے۔ بسا اوقات انسان کے زیرِ نظر اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے کہ فلاں نیکی مَیں نے اپنی طاقت سے کی ہے۔ انسان اپنی طاقت پر ایسا بھروسہ کرتا ہے کہ ہر کام کو اپنی ہی قوّت سے منسُوب کرتا ہے۔ انسان مُوحّد تب ہوتا ہے کہ جب اپنی طاقتوں کی بھی نفی کر دے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 56-60۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

"مومن ایک لا پروا انسان ہوتا ہے۔ اُسے صرف خدا تعالیٰ کی رضا مندی کی حاجت ہوتی ہے اور اسی کی اطاعت کو وہ ہر دم مدنظر رکھتا ہے، کیونکہ جب اس کا معاملہ خدا سے ہے تو پھر اُسے کسی کے ضرر اور نفع کا کیا خوف ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے مقابل کسی دوسرے کے وجود کو دخل دیتا ہے تو ریاء اور عجب وغیرہ معاصی میں مبتلا ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ یہ دخل وہی ایک زہر ہے اور کلمہ لَا اِلٰـہَ اِلّا اللّٰہ کے اول جزو لَا اِلٰہ میں اس کی بھی نفی ہے، کیونکہ جب انسان کسی انسان کی خاطر خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی بجا آوری سے قاصر رہتا ہے تو آخر اُسے خدا کی کسی صفت میں شریک کرتا ہے تبھی تو قاصر رہتا ہے اس لیے لَا اِلٰـہ کہتے وقت اس قسم کے معبودوں کی بھی نفی کرتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 87۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

"توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کر دے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

"انبیاء علیہم السلام کے نفوس صافیہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض سے معرفت کے انوار اُن پر پڑتے ہیں اور ان کو روشن کر دیتے ہیں اسی لیے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپؐ اعمال سے داخلِ جنّت ہوں گے؟ تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے۔ انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 212۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

"خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے رہتے ہیں اور دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ احمق ان باتوں کو عیب سمجھتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو دیکھا جاوے تو پھر ایسے احمق اعتراض کرنے والے تو خدا جانے کیا کیا کہیں۔ جیسے۔ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بِیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 316۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

توحید کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک عبادات کی بجا آوری نہ ہو

"......ایک بات ہے جس میں کوئی تغیّر نہیں۔ وہ ہے: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ اصل یہی بات ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ سب اس کے مکمّلات ہیں۔

توحید کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک عبادات کی بجا آوری نہ ہو۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہنے والا اس وقت اپنے اقرار میں سچّا ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر عملی پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی محبوب ومطلوب اور مقصود نہیں ہے۔ جب اس کی یہ حالت ہو اور واقعی طور پر اس کا ایمانی اور عملی رنگ اس اقرار کو ظاہر کرنے والا ہو تو وُہ خدا تعالیٰ کے حضور اس اقرار میں جھوٹا نہیں۔ ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا اُن پر اس کے ایمان میں آگئی ہے۔ تب وہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ منہ سے نکالتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ جو اس کا دوسرا جزو ہے وُہ نمونہ کے لیے ہے۔ کیونکہ نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہو جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السّلام نمونوں کے لیے آتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے۔ کیونکہ سارے نبیوں کے نمونے آپؐ میں جمع ہیں۔

آپ کا نام اسی لیے مُحـمّـد ہے کہ اس کے معنی ہیں، نہایت تعریف کیا گیا۔ مُحـمـد وُہ ہوتا ہے جس کی زمین و آسمان پر تعریف ہوتی ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دُنیا کے لوگوں نے ان کو نہایت حقارت کی نِگاہ سے دیکھا، انہیں ذلیل سمجھا اور یا بخیالِ خویش ذلیل کیا، لیکن آسمان پر اُن کی عزّت اور تعریف ہوتی ہے۔ وُہ خدا تعالیٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں۔

اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دُنیا ان کی تعریف کرتی ہے۔ ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے، مگر آسمان اُن پر لعنت کرتا ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے اور مقرّب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ تعریف نہیں کرتے۔

مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان دونوں جگہ میں تعریف کیے گئے اور یہ فخر اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مِلا ہے۔ جس قدر پاک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مِلا وہ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ یُوں تو حضرت موسیٰؑ کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مِل گئی، مگر وہ ایسے مستقل مزاج یا ایسی پا کباز اور عالی ہمّت قوم نہ تھی جیسی صحابہ کی تھی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ قوم موسیٰ کا یہ حال تھا کہ رات کو مومن ہیں تو دن کو مُرتد ہیں۔ آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہؓ کا حضرت موسیٰؑ اور اس کی قوم کے ساتھ مقابلہ کرنے سے گویا کُل دُنیا کا مقابلہ ہو گیا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جماعت ملی وہ ایسی پا کباز اور خدا پرست اور مخلص تھی کہ اس کی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی۔ احادیث میں اُن کی بڑی تعریفیں آئی ہیں۔ یہانتک فرمایا۔ اَللّٰـہُ اَللّٰـہُ فِیْ اَصْحَابِیْ اور قرآن کریم میں بھی ان کی تعریف ہوئی۔ یَبِیْتُـوْنَ لِـرَبِّهِـمْ سُـجَّـدًا وَّقِيَامًا۔ (الفرقان:65)

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 59-60۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دو رنگ کے تھے۔ ایک ظاہر اور ایک مخفی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی عبادت وہی تھی جو آپؐ نے غارِ حرا میں کی۔ جہاں کئی کئی دن ویرانہ پہاڑی کی غار میں جہاں ہر طرح کے جنگلی جانور اور سانپ چیتے وغیرہ کا خوف ہے، دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور میں عبادت کرتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے۔

قاعدہ ہے کہ جب ایک طرف کی کشش بہت بڑھ جاتی ہے تو دوسری طرف کا خوف دل سے دُور ہو جاتا ہے۔...... جب خوف الٰہی اور محبت غالب آتی ہے تو باقی تمام خوف اور محبتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ ایسی دعا کے واسطے علیحدگی بھی ضروری ہے۔ اسی پورے تعلق کے ساتھ انوار ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک تعلق ایک ستر کو چاہتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 322۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بُت آگہ نشد
ایں خبر شد جانِ احمدؐ را کہ بود از عشقِ یار
کس چہ می داند کرا زاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنج غار
من نمی دانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندرآں غارے در آوردش حزین و دل فگار
نئے ز تاریکی توحّش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مُردن غم نہ خوفِ کژدم و نے بیم مار

ترجمہ:۔ کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا۔ صرف احمدؐ کے دل کو یہ آگاہی ہوئی جو محبت الٰہی سے چُور تھا۔ کون جانتا ہے اور کسے اُس آہ وزاری کی خبر ہے جو اُس شفیع نے دنیا کے لئے غار (حرا) میں کی۔ مَیں نہیں جانتا کہ کیا درد، غم اور تکلیف تھی جو اسے غمزدہ کر کے اس غار میں لاتی تھی۔ نہ اسے اندھیرے کا خوف تھا، نہ تنہائی کا ڈر۔ نہ مرنے کا غم، نہ سانپ بچھّو کا خطرہ۔

’’...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے مکّہ جیسے شہر میں پیدا کیا اور پھر آپ ان گرمیوں میں تنہا غارِ حرا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا۔ آپؐ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اُٹھا کر لے جاتے ہوں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔ بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپ اس تنہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے۔ ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام کا اور راحت کا سامان نہ تھا اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو آپ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ جب خدا سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آجاتی ہے۔ اس لیے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں۔ اُن میں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 316-317۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپ عبادت کرنے کے لیے لوگوں سے دُور تنہائی کی غار میں جو غارِ حرا تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اس قدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان اس میں جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کو اس لیے پسند کیا ہُوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہنچے گا۔ آپ بالکل تنہائی چاہتے تھے۔ شہرت کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کا حکم ہوا۔

یَآ یُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (المدثر : 3-2)

اس حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لیے جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تھی اب چھوڑ دیں۔...... جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلّی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے، مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے۔ اُداسی اُس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھپے اور اپنے آپ کو چھپالے مگر چھپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے۔

عشق و مشک را نتواں نہفتن

جن لوگوں کو محبتِ الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں جس سے اُن کے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ اس کے افشاء پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں، کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے۔

کوئی رسول نہیں آیا جس کا راز خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چھپانے کی خواہش اس کے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اس کو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی اُن کو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہیں ان کو ملتا نہیں اور جو نہیں چاہتے وہی ان کو جبراً ملتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 35-34۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خاص ایسا لباس نہ تھا جس سے آپ لوگوں میں متمیز ہو سکتے بلکہ ایک دفعہ ایک شخص نے ابوبکرؓ کو پیغمبر جان کر ان سے مصافحہ کیا اور تعظیم وتکریم کرنے لگا آخر ابو بکر اٹھ کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پنکھا جھلنے لگ گئے اور اپنے قول سے نہیں بلکہ فعل سے بتلا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں، مَیں تو خادم ہوں۔

جب انسان خدا کی بندگی کرتا ہے تو اسے رنگدار کپڑے پہننے، ایک خاص وضع بنانے اور مالا وغیرہ لٹکا کر چلنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے لوگ دنیا کے کتّے ہوتے ہیں۔ خدا کے طالبوں کو اتنی ہوش کہاں کہ وہ خاص اہتمام پوشاک اور وردی کا کریں۔ وہ تو خلقت کی نظروں سے پوشیدہ رہنا چاہتے ہیں۔ بعض کو خدا تعالیٰ اپنی مصلحت سے باہر کھینچ لاتا ہے کہ اپنی الوہیت کا ثبوت دیوے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز خواہش نہ تھی کہ لوگ آپ کو پیغمبر کہیں اور آپ کی اطاعت کریں اور اسی لیے ایک غار میں جو قبر سے زیادہ تنگ تھی جا کر آپؐ عبادت کیا کرتے تھے اور آپ کا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ اس سے باہر آویں۔ آخر خدا نے اپنی مصلحت سے آپ کو خود باہر نکالا اور آپ کے ذریعے سے دنیا پر اپنے نور کو ظاہر کیا‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 619۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’یاد رکھو انبیاء علیہم السلام کو جو شرف اور رُتبہ مِلا وہ صرف اسی بات سے مِلا ہے کہ انہوں نے حقیقی خدا کو پہچانا اور اس کی قدر کی۔ اسی ایک ذات کے حضور انہوں نے ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان کیا۔ کسی مُردہ اور مزار پر بیٹھ کر انہوں نے مُرادیں نہیں مانگی ہیں۔

...... اگر قبروں سے کچھ مل سکتا تو اس کے لیے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے مانگتے۔ مگر نہیں۔ مُردہ زندہ میں جس قدر فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ بجُز خدا تعالیٰ کے اور کوئی مخلوق اور ہستی نہیں ہے جس کی طرف انسان توجہ کرے اور اس سے کچھ مانگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشقِ زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ۔ یعنی محمدؐ اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا۔ اور قوم اور برادری کی کچھ پروا نہ کی۔ خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری دُنیا جانتی ہے۔ جس مکّہ سے آپ نکالے گئے تھے اسی مکّہ میں ایک شہنشاہ کی شان اور حیثیت سے داخل ہوئے۔ قوم اور برادری نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہیں چھوڑا، لیکن جب خدا تعالیٰ ساتھ تھا وہ کچھ بھی بگاڑ نہ سکے۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں دنیا کے لیے نہ تھیں بلکہ آپ کی دُعائیں یہ تھیں کہ بُت پرستی دُور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور یہ انقلابِ عظیم مَیں دیکھ لوں کہ جہاں ہزاروں بُت پوجے جاتے ہیں وہاں ایک خدا کی پرستش ہو۔

پھر تم خود ہی سوچو اور مکّہ کے اس انقلاب کو دیکھو کہ جہاں بُت پرستی کا اس قدر چرچا تھا کہ ہر ایک گھر میں بُت رکھا ہُوا تھا، آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاریوں ہی نے ان کو توڑا اور ان کی مذمت کی۔ یہ حیرت انگیز کامیابی، یہ عظیم الشان انقلاب کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ یہ کامیابی آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی قوتِ قدسی اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 525-524۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

کرد ثبت بر جہاں عجزِ بُتاں
وا نمودہ زور آں یک قادرے
تا نماند بے خبر از زور حق
بت ستاؤ ، بت پرست و بت گرے

اس نے دنیا پر بُتوں کا عجز ثابت کر دیا اور خدائے واحد کی طاقت کھول کر دکھا دی تا کہ کوئی بت ستا، بُت پرست اور بت گر خدائی طاقت سے بے خبر نہ رہے۔

......(باقی آئندہ)

بقیہ: قیامِ امن اور قانون کی پابندی...... از صفحہ نمبر 4

کو دیکھنا اس کے اندر اشتعال پیدا کرتا ہے اور نہ وہ کسی خلافِ قانون حرکت کا ارتکاب کرے اور اُس وقت واپس آئے جب وہ محسوس کرے کہ اس کے اُبھرے ہوئے جذبات دب گئے ہیں اور اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہے، اگر اشتعال میں آنے والے دوست اِس پر عمل کریں تو یقیناً وہ ابتلاء سے محفوظ ہو جائیں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو غصہ آئے تو وہ ٹھنڈا پانی پی لے، اگر وہ چل رہا ہو تو کھڑا ہو جائے اور اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 152۔ المکتب الاسلامی بیروت (مفہوماً))

اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ غصہ کی حالت کو اگر بدل دیا جائے تو غصہ بھی بدل جاتا ہے اور پھر مومن کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ مومن کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر مومن قانون کو ہاتھ میں لیں تو کیا ان کے ایسا کرنے سے فساد دُور ہو جائے گا۔ اِس کا نتیجہ تو صرف یہ نکلے گا کہ ایک مخالف کی جان کو ضائع کرنے میں مومن کی قیمتی جان بھی ضائع جائے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر سب سے گراں کام مومن کی جان نکالنا ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

پس جس جان کی قیمت اِس قدر زیادہ ہو اُسے ایک مخالف کی جان لینے کی خاطر کیوں ضائع کیا جائے سوائے اس کے کہ باقاعدہ جہاد میں ایسا کرنا پڑے۔ غرض کسی نقطۂ نگاہ سے بھی دیکھو ایسے اعمال ناپسندیدہ ہیں اور اس بارہ میں سب شُبہات غلط فہمی یا قلّتِ تدبّر کا نتیجہ ہیں۔

......(باقی آئندہ)

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

ہے۔ تو اس لحاظ سے ہر ایک کے پاس اتنا سونا ہوتا ہے کم از کم۔ اس لئے اس پہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے یا بہرحال ہر ملک میں قیمت کا جائزہ لے کر اندازہ کر کے تو زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ پھر اور بھی مالی قربانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں عورتوں نے ہمیشہ مالی قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں اور کرتی ہیں اور اللہ کرے کہ ہمیشہ کرتی رہیں۔

ایسی مثالیں جماعت میں ملتی ہیں جہاں بوڑھی عورتوں نے کسی تحریک پر حالانکہ خود وہ وظیفہ پر گزارہ کر رہی ہوتی تھیں یا چند مرغیاں پالی ہوئی ہیں کہ انڈے بیچ کر گزارہ کرتی تھیں روتی ہوئی آتی رہیں خلیفۂ وقت کے پاس اور وہ معمولی رقم جو ان غریب عورتوں کے لئے یقیناً ایک بڑی رقم تھی خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر رکھ دیتی رہیں۔ اور یہ مثالیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا آج بھی ملتی ہیں۔ ہر کوئی اپنی توفیق کے مطابق آج بھی مالی قربانیوں میں حصہ لیتی ہے۔ آج بھی اپنے زیور اتار اتار کر جماعتی مقاصد کے لئے عورتیں پیش کرتی ہیں۔ بعض تو اپنے تمام زیور ہی کسی تحریک یا کسی مد میں جمع کروا دیتی ہیں یا دے دیتی ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی یہ اظہار بھی ہوتا ہے کہ ہم مالی قربانیوں میں پوری طرح حصہ نہیں لے سکتے۔ تو یہ مقام آج ایک احمدی عورت کا مقام ہی ہے اور اس کو آپ نے قائم بھی رکھنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کو اپنی اگلی نسلوں میں بھی پیدا کرنا اور چلانا ہے۔ تو اس طرح کی مثالیں قائم کر کے یہ عورتیں پہلوں کی وہ مثالیں قائم کرتی ہیں جہاں ہمیں یہ نظارے نظر آتے ہیں۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ’’عبدالرحمٰن بن عابس روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سنا ہے کہ ان سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی عیدالاضحی یا عیدالفطر پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اور اگر میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچپن میں ہی تعلق نہ ہوتا تو مَیں اس عہد کا مشاہدہ نہ کر پاتا۔ پھر حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لئے تشریف لے گئے۔ خطبہ عید دیا۔ انہوں نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔‘‘ یہ مسئلہ بھی یہاں حل ہو گیا کہ عید پہ اذان اور اقامت وغیرہ کوئی نہیں ہوتی۔ ’’پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس تشریف لے گئے ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ دینے کی تلقین فرمائی۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور اپنی گردنوں کی طرف لپکیں یعنی ان کے ہاتھ اپنے کانوں اور اپنی گردنوں کے ہاروں کی طرف گئے اور اپنے زیورات اتار اتار کر بلالؓ کو دینے لگیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلالؓ اٹھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے۔‘‘ (بخاری کتاب النکاح باب والذین لم یبلغوا الحلم منکم)

تو یہ تھے قربانیوں کے وہ اعلیٰ معیار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے ان لوگوں میں اور پھر اس زمانے میں قائم ہوئے اور ان لوگوں میں قائم ہوئے جن کو لوگ جاہل اجڈ اور گنوار کہا کرتے تھے۔ جو اس وقت کی civilized دنیا تھی اس زمانے میں لوگ ان کو بدّو کہا کرتے تھے۔ پس آج بھی ہمیں یہی مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق آپ کے غلام صادق کی جماعت کی عورتوں میں نظر آتی ہیں۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی تھی کہ وہ مسیح و مہدی جب آئے گا تو وہ آخرین کو بھی ان پہلوں سے ملائے گا۔ پس آپ وہ خوش قسمت ہیں جو ان قربانیوں میں پہلوں سے مل رہی ہیں لیکن تقویٰ میں بھی پہلوں سے ملنا ہوگا۔ ہر قدم جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہے اس میں بھی پہلوں سے ملنا ہوگا۔ اس کے لئے بھی محنت کرنی ہوگی۔ جس طرح خوبصورت کر کے حضرت اقدس مسیح موعود نے ہمیں اسلام کی تعلیم کی خوبیاں بتائی ہیں، اس کے حسن کو اجاگر کیا ہے، اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اور کسی پہلو سے بھی ہمارے اعمال ایسے نہ ہوں جو پہلوں سے ملانے والے نہ ہوں۔ اور احمدی عورت پر تو بہت زیادہ ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے اگلی نسل کی بھی تربیت کرنی ہے۔

مالی قربانی کے ضمن میں یہ بات بھی یاد آ گئی کہ لجنہ جرمنی نے ایک عہد کیا ہوا ہے، ایک وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ برلن کی مسجد کی تعمیر کریں گی۔ اس کے لئے بھی بھرپور کوشش کریں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تعمیر کے سلسلے میں میرا خیال ہے کہ آج سے 80 سال پہلے تحریک کی تھی اور لجنہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم یہ مسجد تعمیر کریں گی۔ لیکن بہرحال اس وقت حالات ایسے نہیں تھے اور حالات نے اجازت نہیں دی، مسجد نہ بن سکی تو شاید یہی رقم مسجد فضل لندن میں استعمال ہوئی۔ تو بہرحال اس وقت بھی لجنہ نے ہی برلن میں مسجد بنانے کا عہد کیا تھا۔ پس وہ عہد جو اس وقت آپ میں سے بہت سوں کی دادیوں نے یا نانیوں نے یا ماؤں نے کیا ہوگا آپ اب اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اس وقت کی نسبت آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو بہت کشائش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی نسبت سے بہت کچھ دیا ہے اس وقت جو قربانیاں لجنہ نے کرنی تھیں وہ بہت بڑی قربانیاں تھیں آج شاید اس محنت سے اتنی قربانی کا احساس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توفیق بڑھا دی ہے اس لئے شکرانے کے طور پر اس وعدے کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

پھر فرمایا کہ اگلا قدم جو ہے وہ یہ ہے کہ فروج کی حفاظت کرنے والیاں یعنی حیا کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے والیاں ہوں اور یہ بھی کہ اپنے کان، آنکھ، منہ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچانے والی ہوں، ان کی حفاظت کرنے والی ہوں۔ اس میں جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تھا لغویات کے سننے اور کہنے سے پرہیز کرنے والی بھی ہوں۔ کسی کو بھی آپ کی زبان سے تکلیف نہ پہنچے۔ یہاں بھی ان دنوں میں، ان جلسے کے دنوں میں خاص طور پر اور عموماً کسی کے خلاف کوئی سخت کلمہ آپ کے منہ سے نہ نکلے اور اگر کوئی لفظ نکلے تو وہ دعا ہی کا لفظ ہو جو ایک احمدی عورت کی شان ہے بلکہ ہر احمدی کی شان ہے۔ بعض دفعہ یہاں سے بعض ایسی شکائتیں بھی آتی رہیں کہ بعض اجلاسوں میں ذرا ذرا سی بات پر تُو تکار ہوئی اور پھر لڑائی شروع ہو گئی اور مرد بھی اس میں شامل ہو گئے۔ تو یہ تقویٰ نہیں ہے بلکہ انتہائی گری ہوئی حرکت ہے۔ تقویٰ تو ایک طرف رہا۔

پھر ایسی مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں بھی نہیں سننی چاہئیں جہاں کسی کے خلاف کوئی چغلی ہو رہی ہو۔ کسی کے خلاف کوئی بات ہو رہی ہو۔ کسی کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، استہزاء کیا جا رہا ہو، ٹھٹھا کیا جا رہا ہو۔ پھر آنکھوں کو بھی حیا سے رکھیں۔ نظریں نیچی رکھیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اسی حکم میں اللہ تعالیٰ کا ایک حکم پردے کا بھی ہے، اس کی پابندی کرنی بھی ضروری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زنداں نہیں‘‘ یعنی قید خانہ نہیں ہے ’’بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تأمل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں، کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو، کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع الاسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔‘‘ یعنی کہ بالکل آزادی کی جو رسم ہے۔ ’’بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 21-22۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو یہ جو فروج کی حفاظت کا حکم ہے اس کے لئے بھی پردہ انتہائی ضروری ہے اس لئے اس خدائی حکم کو بھی کوئی معمولی حکم نہ سمجھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ پردے کے خلاف جو لوگ بولتے ہیں وہ پہلے مردوں کی اصلاح تو کر لیں پھر اس بات کو چھیڑیں کہ آیا پردہ ضروری ہے یا نہیں۔

پھر فرمایا کہ اپنی امانتوں اور عہدوں کا پاس کرنے والے اصل فلاح پانے والے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے ہیں۔

اب میاں بیوی کے نکاح کا عہد بھی ایک عہد ہے کہ ایک دوسرے کے وفادار رہیں گے۔ ایک عہد ہے کہ ایک دوسرے کے رازوں کو راز رکھیں گے۔ اس بارے میں پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں۔ پھر اپنے معاشرے میں اپنے روزمرہ معمولات میں انسان بہت سے وعدے کرتا ہے ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ پھر امانتوں کا پاس کرنا ہے۔ اب صرف کسی کی رقم یا کسی کی چیز کی امانت ہی امانت نہیں ہے بلکہ اگر کسی کا راز پتہ چلے تو یہ بھی امانت ہے۔ کسی کا راز آپ کے علم میں آتا ہے تو وہ راز آپ کے پاس امانت ہے۔ اگر آپ کی وجہ سے وہ کہیں باہر نکلتا ہے تو اس میں خیانت کر رہی ہیں۔ اگر کسی مجلس میں گئی ہیں اور وہاں کسی کی کوئی بات سن لیں تو یہ بھی امانت ہے۔ اگر کسی سہیلی نے، دوست نے، آپ سے کوئی مشورہ مانگ لیا تو یہ بھی امانت ہے۔ تو جو بات اس نے کہی ہے وہ آگے کسی اور تک نہ پہنچے۔ اور دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے کو یہ باتیں پتہ نہ لگیں ورنہ خدا تعالیٰ کی نظر میں آپ خائن کہلائیں گی، خیانت کرنے والی کہلائیں گی۔ تو دیکھیں کس باریکی سے ہمیں امانتوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

پھر فرمایا ہے کہ یہ سب کام تقویٰ کے کام ہیں، اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرنے والے کام ہیں۔ اس کا پیار حاصل کرنے والے کام ہیں اور اس کی جنتوں کو حاصل کرنے والے کام ہیں۔ لیکن یہ کام، یہ سب کام سجا کر خوبصورت طریقے سے پیش کرنے کے تب قابل ہوں گے جب ہم اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض و غائت یا مقصد عبادت بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ مَیں نے اس لئے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور عبادت کا بہترین ذریعہ ہمیں یہ بتا دیا کہ نمازوں کی حفاظت کرو، نمازیں وقت پر ادا کرو۔ اور جو پہلے قدم پر خشوع و خضوع حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اب اس پر قائم ہو جاؤ اور اس خشوع و خضوع اور ذوق عبادت کو قائم رکھو اور آپ کی چونکہ مزید ذمہ داری بھی ہے آپ کے سپرد ایک امانت بھی کی گئی ہے جس کی ادائیگی آپ نے کرنی ہے اس لئے ان نمازوں کی حفاظت نہ صرف خود کرنی ہے بلکہ اپنی اولادوں کو بھی اس کی عادت ڈالنی ہے۔ تبھی آپ اولاد کی تربیت کی جو امانت آپ کے سپرد کی گئی ہے اس کا صحیح حق ادا کرنے والی ہوں گی۔ ان میں بھی یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ وہ بھی نمازوں کی حفاظت کریں۔ جب یہ معیار آپ حاصل کر لیں گی تو پھر بے فکر ہو جائیں۔ نہ صرف آپ بلکہ آپ کی اولادیں بھی فلاح پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کی وارث بنیں گی۔ اور یہ سلسلہ اگر یونہی چلتا رہا ایک کڑی سے دوسری کڑی ملتی گئی تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں عبادالرحمٰن پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہمیشہ تقویٰ پر قائم رہنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور یوں آپ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں بھی آ جائیں گی۔ اور شیطان کبھی آپ کو یا آپ کی اولاد کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ پس یہ تقویٰ کے معیار پیدا کرنے بہت ضروری ہیں۔ اس طرف فکر سے توجہ کرنی چاہئے۔

عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 3-4)۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے معلوم بھی نہ ہوگا۔‘‘ عورتوں کو بعض دفعہ رزق کی بڑی فکر ہوتی ہے فرمایا کہ ’’رزق کا خاص طور سے اس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکم پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیویں تو خدا تعالیٰ خود ان کو رزق پہنچاوے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف: 197) جس طرح پر ماں بچے کی متولّی ہوتی ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صالحین کا متکفل ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور اس کے مال میں طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔ انسان بعض گناہ عمداً بھی کرتا ہے اور بعض گناہ اس سے ویسے بھی سرزد ہوتے ہیں۔ جتنے انسان کے عضو ہیں ہر ایک عضو اپنے اپنے گناہ کرتا ہے انسان کا اختیار نہیں کہ بچے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے بچاوے تو بچ سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے گناہ سے بچنے کے لئے یہ آیت ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ جو لوگ اپنے رب کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں شاید کوئی عاجزی منظور ہو جاوے تو ان کا اللہ تعالیٰ خود مددگار ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص عابد بہت دعا کرتا تھا کہ یا اللہ تعالیٰ مجھ کو گناہوں سے آزادی دے۔ اس نے بہت دعا کرنے کے بعد سوچا کہ سب سے زیادہ

عاجزی کیونکر ہو۔’’یعنی عاجز بننا چاہئے گناہوں سے نجات حاصل کرنی چاہئے تو یہ جو عاجزی ہے کس طرح حاصل کی جائے۔سب سے ایسا درجہ جو عاجزی کے لحاظ سے بڑا درجہ ہو وہ کیا ہوسکتا ہے۔تو اس نے پھر سوچا۔فرمایا کہ’’ معلوم ہوا کہ کتّے سے زیادہ عاجز کوئی نہیں۔’’ کتّا ایسا ہے جو عاجز ہوتا ہے’’ تو اس نے اس کی آواز سے رونا شروع کیا۔کسی اور شخص نے سمجھا کہ مسجد میں کتا آ گیا ہے’’ مسجد میں وہ عبادت کر رہا تھا تو اس نے کہا کہ’’ ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا برتن پلید کر دیوے تو اس نے آ کر دیکھا تو عابد ہی تھا۔’’ وہ عبادت کرنے والا جو تھا وہی تھا وہاں۔’’ کتا کہیں نہ دیکھا ۔آخر اس نے پوچھا کہ یہاں کتا رو رہا تھا۔اس نے کہا کہ مَیں ہی کتا ہوں۔ پھر پوچھا کہ تم ایسے کیوں رو رہے تھے ؟ کہا کہ خداتعالیٰ کو عاجزی پسند ہے اس واسطے مَیں نے سوچا کہ اس طرح میری عاجزی منظور ہو جاوے گی۔’’ تو بعض لوگوں نے اس طرح بھی طریق اختیار کئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ’’ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لڑکے کے واسطے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے۔اسی طرح انسان کو چاہئے کہ دعا کرے بہت سے شخص ایسے ہوتے ہیں کہ کسی گناہ سے نہیں بچتے لیکن اگر ان کو کوئی شخص بے ایمان یا کچھ اور کہہ دیوے تو بڑے جوش میں آتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو کوئی گناہ نہیں کرتے پھر ہم کو یہ کیوں کہتا ہے۔ اس طرح انسان کو معلوم نہیں کہ کیا کیا گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔پس اس کو کیا خبر ہے کہ کیا کچھ لکھا ہوا ہے۔پس انسان کو چاہئے کہ اپنے عیبوں کو شمار کرے’’ اپنی جو غلطیاں ہیں، خامیاں ہیں کوتاہیاں ہیں ان کو گنتا رہے دیکھتا رہے ’’ اور دعا کرے پھر اللہ تعالیٰ بچاوے تو بچ سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں مانوں گا۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ(المومن:61)‘‘

فرمایا:’’ دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہئے۔ دوسرا طریق یہ ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔راستبازوں کی صحبت میں رہو تا کہ ان کی صحبت میں رہ کر کے تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے۔’’یعنی دیکھنے والا ہے’’ سننے والا ہے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے۔ جو لوگ ہر روز نئے گناہ کرتے ہیں وہ گناہ کو حلوے کی طرح شیریں خیال کرتے ہیں’’۔یعنی جن لوگوں کو گناہ کی عادت پڑ جاتی ہے ہر روز ایک نیا گناہ کرتے ہیں اور پھر اس کو کچھ سمجھتے بھی نہیں بلکہ جس طرح کوئی حلوہ کھا جاتا ہے میٹھا سمجھ کے، اس طرح کھا جاتے ہیں۔’’ ان کو خبر نہیں کہ یہ زہر ہے کیونکہ کوئی شخص سنکھیا جان کر نہیں کھا سکتا’’۔سنکھیا ایک زہر ہے۔’’ کوئی شخص بجلی کے نیچے نہیں کھڑا ہوتا اور کوئی شخص سانپ کے سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔اور کوئی شخص کھانا شکی نہیں کھا سکتا۔ اگرچہ اس کو کوئی دو چار روپے بھی دے۔ پھر باوجود اس بات کے جو یہ گناہ کرتا ہے کیا اس کو خبر نہیں ہے۔ پھر کیوں کرتا ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا دل مُضرّ یقین نہیں کرتا’’۔اس کے دل میں یہ یقین نہیں ہے کہ یہ نقصان دہ ہے۔’’ اس واسطے ضرور ہے کہ آدمی پہلے یقین حاصل کرے۔ جب تک یقین نہیں، غور نہیں کرے گا اور کچھ نہ پائے گا۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے پیغمبروں کا زمانہ بھی دیکھ کر ان کو ایمان نہ آیا۔اس کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے غور نہیں کی۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا(بنی اسرائیل:16) کہ ہم عذاب نہیں دیا کرتے جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیویں اور وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّھْلِکَ قَرْیَۃً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا فَفَسَقُوْا فِیْھَا فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاھَا تَدْمِیْرًا(بنی اسرآئیل:17)۔ پہلے امراء کو اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے۔وہ ایسے افعال کرتے ہیں کہ آخر ان کی پاداش میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔غرضیکہ ان باتوں کو یاد رکھو اور اولاد کی تربیت کرو۔ زنا نہ کرو۔کسی شخص کا خون نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ساری باتیں ایسی رکھی ہیں جو بہت عمدہ زندگی تک پہنچاتی ہیں۔ عہد کرو اور عہد کو پورا کرو۔ اگر تکبر کرو گی تو تم کو خدا ذلیل کرے گا۔ یہ ساری باتیں بری ہیں’’۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 374-375۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تکبر سے بھی بچنا چاہئے۔ بہت بُری عادت ہے۔

پھر فرمایا کہ:

’’ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خداترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ واستغفار میں مصروف رہو۔نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا’’۔

مردوں کو یہ فرمایا کہ:

’’ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ۔ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے’’۔

پھر فرمایا:

’’ پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہوسکتا ہے۔مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔نہیں۔ میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار’’ دعائیں ہیں اور ذکر ہیں جو مسنون ہیں جو عربی میں سکھائی گئیں اس’’ کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو’’

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 434-435۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اب یہ مردوں کے لئے بھی نصیحت ہے، عورتوں کے لئے بھی نصیحت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ تقویٰ پر رہتے ہوئے زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب اس کے تمام احکام پر عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ آپ بحیثیت احمدی عورت کے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی ہوں اور اپنی نسلوں کو بھی بچانے والی ہوں۔ اس معاشرے میں جہاں بچوں اور بچیوں کو آزادی کی عادت پڑ گئی ہے۔ جلدی عادت پڑ جاتی ہے بعضوں کو، اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر مائیں اپنے آپ کو سنبھال لیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر کوئی فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اگلی نسلیں بھی سنبھلتی چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 04/مارچ 2015ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب (ابن مکرم چوہدری خان بہادر صاحب آف سیالکوٹ ۔حال لندن) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 16 مارچ 2015ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم نے پاکستان میں صدر جماعت سمبڑیال اور امیر ضلع سیالکوٹ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔آپ پنجاب اسمبلی کے رکن بھی رہے اور اس طرح ملک وقوم کی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بہت نیک، دعا گو، صالح، دردمند دل رکھنے والے، بہت ملنسار، باوفا اور بزرگ انسان تھے۔ جماعتی وقار اور عزت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔کلمہ طیبہ پڑھنے کی تحریک میں ثابت قدمی سے حصہ لیا اور کئی مرتبہ اسیر راہ مولیٰ رہے۔ آپ خلافت کے فدائی اور ہمیشہ اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے کی تاکید کرنے والے مخلص انسان تھے۔لندن آنے کے بعد جب تک صحت نے اجازت دی باقاعدگی سے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں حاضر ہو کر مختلف خدمات بجا لاتے رہے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم حبیب الرحمٰن صاحب (ابن مکرم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب۔ربوہ حال امریکہ)

21 فروری 2015ء کو 66 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تکمیل تعلیم کے بعد 1972ء سے 1985ء تک اسی ادارہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ 1985ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ چلے گئے جہاں آپ نے ہیلتھ فزکس کے شعبہ میں ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ آپ بہت ذہین وفطین، علمی وادبی استعدادوں اور اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل شخصیت تھے۔آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔مرحوم سلسلہ کے فدائی اور جانثار خادم، منکسر المزاج، دعا گو اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ ہمیشہ خلفاء کے ارشادات پر خلوص دل سے عمل پیرا ہونے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پہلی شادی سے ایک بیٹی اور دوسری اہلیہ سے دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ عزیزہ مسرت صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک ثناء اللہ صاحب۔دارالصدر شمالی ربوہ)

24 فروری 2015ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ مکرم مولانا محمد یعقوب طاہر صاحب مرحوم انچارج شعبہ زودنویسی کی بڑی بیٹی اور مکرم ماسٹر سعد اللہ خان صاحب مرحوم کی بہو تھیں۔ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے والہانہ عقیدت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ روزنامہ الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتی تھیں نیز MTA کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔اس کے علاوہ کوئی اور TV چینل دیکھنا آپ کو پسند نہیں تھا۔ ہمیشہ بچوں کو بھی MTA دیکھنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔وفات سے قبل اپنا طلائی زیور جماعت کو پیش کر دیا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الکریم صاحبہ (بنت مکرم منشی محمد صادق صاحب مرحوم)

3 جنوری 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت سادہ مزاج، ہنس مکھ، ہمدرد، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ مکرم منشی محمد صادق صاحب (مختار عام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ) کی صاحبزادی اور مکرم محمد شفیق قیصر صاحب مرحوم کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔

(4) مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب (ابن حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی ٹیؓ۔ربوہ)

23 فروری 2015ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 30 سال سے مسلم کمرشل بنک ربوہ میں ملازمت کر رہے تھے۔آپ کو محلّہ دارالرحمت شرقی میں سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب۔جرمنی

5 فروری 2015ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ تین ماہ قبل بیماری کی حالت میں ربوہ سے جرمنی آئے تھے۔آپ بہت ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب نیشنل آڈیٹر جماعت جرمنی کے چھوٹے بھائی تھے۔

(6) مکرمہ شاہدہ مرید صاحبہ (بنت مکرم مرید احمد صاحب مرحوم۔لاہور حال ربوہ)

11 مارچ 2015ء کو 34 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ چھوٹی عمر سے ہی جماعتی کاموں میں ذوق وشوق سے حصہ لیتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، کافی حد تک قرآن کریم کے ترجمہ سے واقف ایک بااخلاق نیک خاتون تھیں۔محلّہ کے واقفین نَو بچوں کی تعلیمی کلاس کے ذریعہ نصاب کی تیاری کرواتیں اور بچوں کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرتی تھیں۔تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ اکثر تبلیغ کرتی رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔شکریہ

(مینجر)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2017ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر163)

ملّاؤں اور اُن کے ہمنواؤں کی طرف سے پاکستان میں احمدیوں پر مظالم روزمرہ کا معمول ہے۔ آرڈیننس XX کی موجودگی میں ہر احمدی کی زندگی کو قانون کی نظر میں ایک جرم بنادیا گیا ہے۔ قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری، مارچ 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ظلم وزیادتی کے متعدد واقعات میں سے نمونۃً چند ایک کا خلاصہ پیش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اور شریروں کی جلد پکڑ کے سامان فرمائے۔ آمین

....

راہِ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں!

ملیر، کراچی؛ 21 رمارچ 2015ء: ایک احمدی نوجوان نعمان نجم کو نامعلوم شدّت پسندوں نے رات کے آٹھ بجے ان کی دکان میں فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ 1974ء میں گوجرانوالہ میں ہونے والے فسادات میں شہید مرحوم کے دادا، تایا اور پھوپھا بھی شہادت کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مرکزی دفتر کی جانب سے اس موقع پر جو پریس ریلیز جاری کی گئی اس کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

''21 مارچ کو رات آٹھ بجے کراچی کے علاقے ملیر میں 30 سالہ نوجوان احمدی نعمان نجم صاحب کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق نعمان نجم صاحب ملیر میں کمپیوٹر ہارڈویئر کی اپنی دکان پر موجود تھے کہ دو نامعلوم افراد نے ان پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کے نتیجے میں انہیں پانچ گولیاں لگیں۔ انہیں فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ وہ غیر شادی شدہ تھے۔ ان کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ محض احمدی ہونے کی بنا پر ان کی ٹارگٹ کلنگ کی گئی۔

گزشتہ سال 11 احمدیوں کو عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر قتل کیا گیا۔

ختم نبوت کے مقدس نام پر منعقد کئے جانے والے اجتماعات میں احمدیوں کے واجب القتل ہونے کے فتوے کھلے عام دئے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مخالفین کثیر تعداد میں ایسا نفرت انگیز لٹریچر شائع کر کے عوام میں تقسیم کر رہے ہیں جس میں احمدیوں کے بائیکاٹ سے لے کر قتل کرنے تک کی ترغیب دی جاتی ہے۔ لیکن متعلقہ حکومتی ادارے اس ضمن میں بے حسی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں جس کی بنا پر معصوم احمدی اپنی جان سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔

1984ء کے امتیازی قوانین سے اب تک 250 افراد کو احمدی ہونے کی بنا پر موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔''

ملیر کراچی میں جامِ شہادت نوش کرنے والے احمدی نوجوان نعمان نجم

....

متحدہ علماء بورڈ اور نیشنل ایکشن پلان!

لاہو 14 رفروری 2015ء: متحدہ علماء بورڈ (MUB) پنجاب حکومت کے سپانسر سے قائم کردہ علماء کی ایک کمیٹی ہے جو اس وقت منظرِ عام پر آتی ہے جب حکومتِ پنجاب اور علماء دونوں کے مفاد کے لئے کچھ کرنا ناگزیر معلوم ہوتا ہو۔ اس بورڈ کا کام بھی دیگر ملّاؤں کی طرح یہی ہے کہ جماعتِ احمدیہ مسلمہ کی مخالفت کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔

حال ہی میں مُلّاؤں کی اس کمیٹی نے ایک میٹنگ میں ایک قرارداد پاس کی ہے جس کا متن روزنامہ نوائے وقت سے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ روزنامہ نوائے وقت کی 13/ فروری کی اشاعت میں درج ہے:

''لاہور (خصوصی نامہ نگار) متحدہ علماء بورڈ پنجاب نے قرار دیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوّت اور ردِّ قادیانیت پر مبنی لٹریچر کسی طور پر بھی نفرت انگیز مواد (ہیٹ لسٹ) میں نہیں آتا۔ اس لئے قانون کے دائرے میں اس کی اشاعت، طباعت و تقسیم پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی، اس لئے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ایسے لٹریچر کو شائع کرنے، رکھنے اور تقسیم کرنے والوں پر کارروائی کے ہرگز مجاز نہیں۔ متحدہ علماء بورڈ پنجاب (لاہور) کا ایک اجلاس گذشتہ چیئر مین مولانا حافظ فضلِ رحیم کی صدارت میں ہوا۔ بعد ازاں متحدہ علماء بورڈ کے وفد نے آئی جی پنجاب سے ملاقات کر کے ان کو آگاہ کیا کہ ختمِ نبوّت کے حوالے سے لٹریچر پر مختلف مقامات پر پولیس خلافِ قانون کارروائیاں کر رہی ہے، ان کو روکا جائے اور سدِّ باب کیا جائے۔''

مزید برآں روزنامہ اوصاف میں یہ بھی لکھا گیا کہ چونکہ مرزائی، قادیانی اور لاہوری قانون اور آئین کی رو سے غیر مسلم قرار دیے جا چکے ہیں اور انہیں اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی اجازت نہیں اس کے باوجود یہ لوگ پاکستان کے قانون کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

بالفاظِ دیگر ملّاں کا یہ بات کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اگرچہ شدّت پسندی اور دہشتگردی کے خلاف حکومت کی طرف سے وضع کردہ نیشنل ایکشن پلان میں فرقہ واریت اور اشتعال انگیزی کو مکمل طور پر ختم کرنے کی تجویز دی گئی ہے اس کے باوجود ملّاں کو یہ استثناء حاصل ہونا چاہیے کہ وہ جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے خلاف جو دل میں آئے کرے۔

یاد رہے کہ پاکستان میں موجودہ دورِ حکومت میں:

۔ملّاں نے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں لکھا تھا '......تم قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دل دکھاتے ہو؛ اور تم اس علاقے میں بہت متحرک ہو۔ اگر تم قادیانیت سے توبہ کرلو اور اپنی عبادتگاہ میں کافرانہ سرگرمیوں سے باز آجاؤ تو تم تمہاری بیوی اور تمہارے بچے محفوظ رہیں گے۔

یہ ہماری طرف سے آخری وارننگ ہے۔ ورنہ......'

۔ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت نے ملّاں محمد یوسف لدھیانوی کی تحریر کردہ ایک کتاب 'تحفۂ قادیانیت' شائع کی۔ اس کے صفحہ 680 میں درج ذیل عبارت درج ہے:

''اب مسلمانوں کی غیرت کا تقاضا کیا ہونا چاہیے؟ ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔ پکڑ پکڑ کر خبیثوں کو ماردیں۔ یہ میں جذباتی بات نہیں کر رہا بلکہ حقیقت یہی ہے۔ اسلام کا فتویٰ یہی ہے۔ مرتد اور زندیق کے بارے میں اسلام کا قانون یہی ہے۔''

۔ایک ملّاں قاری مسرور احمد نے ربوہ میں 7/ستمبر 2014ء کو ہونے والی سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے ایک مجمع کے سامنے بڑے فخر سے بیان کیا کہ اس نے ایک احمدی کو قتل کیا تھا۔

متحدہ علماء بورڈ کے ملّاں کی اس قرارداد کو پاس کرنے سے اس کے علاوہ اور کیا مراد ہو سکتی ہے کہ معاشرے میں موجود شرّ پسند اور شدّت پسند عناصر کو احمدیوں کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلانے، ان کو ہراساں کرنے، ان کے مال واسباب لوٹنے، ان کی عزتوں سے کھیلنے اور ان کو جان تک سے مار دینے کی راہ میں حکومتی انتظامیہ اور پولیس حائل نہ ہو۔

....

احمدی ہیڈ مسٹرس کی مخالفت

لالیاں، ضلع چنیوٹ؛ فروری 2015ء: ایک احمدی خاتون ناصرہ بیگم لالیاں کے CTSC سکول میں قائمقام پرنسپل کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ اس پر مخالفینِ احمدیت نے لالیاں شہر میں بعض مقامات پر بینرز آویزاں کر دیے جن پر تحریر تھا 'قادیانی پرنسپل کو سکول سے نکالا جائے'۔ اس پر اسپیشل برانچ کے ایک آفیسر نے معاملہ کی تحقیقات شروع کیں اور اس سلسلہ میں ناصرہ بیگم سے بھی بیان لیا۔ اس افسر نے انہیں بتایا کہ اس کے سٹاف نے ان بینرز کی تصاویر لے لی ہیں نیز یہ کہ وہ ان شرّ پسندوں سے واقف ہے جنہوں نے حرکتیں کی ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ جب ان لوگوں سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ 'ہمیں ان (ناصرہ بیگم) سے اس بات کے علاوہ کوئی شکایت نہیں کہ وہ قادیانی ہیں'۔

....

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

لاہور، 14 رفروری 2015ء: حافظ محمد سعید ایک کالعدم تنظیم کی دوسری شکل 'جماعت الدعوۃ' کا امیر ہے۔ بین الاقوامی طور پر اس تنظیم اور حافظ سعید کی دہشتگرد سرگرمیوں پر احتجاج بھی کیا جاتا ہے اور مذمّت بھی، لیکن پاکستان میں اس شخص کو گھومنے پھرنے اور کارروائیاں کرنے کی کھلی آزادی حاصل ہے۔

حال ہی میں اس کی جانب سے فرقہ واریت اور تکفیر وغیرہ کے بارے میں ایک بیان دیا گیا۔ اگرچہ اس نے ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کی مذمّت کی لیکن ساتھ ساتھ جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے خلاف جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے زہر گھولنے سے بھی گریز نہ کیا۔ روزنامہ پاکستان کی 14/ فروری 2015ء کی اشاعت میں درج اس کے بیان کا ایک حصہ کچھ یوں ہے:

''......انگریز کو صرف مسلمانوں سے خطرہ تھا، مسلمانوں سے حکومت چھینی اور مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کیا گیا۔ سیاسی لڑائیاں اتنی خطرناک نہیں ہوتیں جتنی مذہبی ہوتی ہیں۔ مسلمان انگریز کی سازشوں کو نہیں سمجھ سکے اور فرقوں کی بنیاد پر ان میں تشدد آتا گیا۔ انہوں نے کہا کہ انگریز نے جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا جس نے انگریز کی حکومت کے باوجود ہندوستان کو دارالامن کہا اور انگریز کے خلاف جدوجہد کو غلط قرار دیا۔ قادیانی فتنہ کا پودا لگا کر انگریز نے برصغیر میں اپنی جڑیں گہری کیں اور مسلمانوں کو باہم اختلافات میں الجھا دیا گیا......''

آج ملّاں یہ رَٹ لگا رہے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ انگریز کا لگایا ہوا پودا ہے۔ جبکہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دور میں اس ملّاں کے ہم قماش انگریز فرمانرواؤں کو یہ شکایتیں لگایا کرتے تھے کہ ''......گورنمنٹ کو اس (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام) کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پرحذر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدی قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے بھی نہیں پہنچا۔''

(باقی آئندہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

جنگ بدر میں فرشتوں کا نزول اور ابوجہل کا حشر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 فروری 2011ء میں مکرم جلال الدین شاد صاحب کا مرسلہ ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے جس میں جنگ بدر میں فرشتوں کے نزول اور ابوجہل کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ بنی غفّار میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے روز مَیں اپنے چچازاد بھائی کے ہمراہ ایک پہاڑ پر چڑھا تاکہ جس کی بھی فتح ہو اُس کے ساتھ شامل ہوکر ہم بھی مال غنیمت لُوٹیں۔ اس پہاڑ پر ہم نے ایک بادل دیکھا جس میں سے ہم کو ہنہنانے کی آواز آئی اور کسی کو یہ کہتے سنا کہ اے خزوم آگے بڑھ۔ یہ آواز سن کر مارے خوف کے میرا بھائی تو اُسی وقت مَر گیا اور مَیں بھی ہلاکت کے قریب پہنچ گیا اور بمشکل خود کو سنبھالا۔

مالک بن ربیعہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ بعد میں اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر میری آنکھیں ہوتیں تو مَیں تمہیں وہ گھاٹیاں دکھاتا جن سے فرشتے نکلے تھے۔

ابوداؤد مازنی بھی بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک مشرک کے پیچھے دوڑا مگر مَیں نے دیکھا کہ اُس کا سر میری تلوار کے پہنچنے سے پہلے ہی کٹ گیا۔ مَیں نے سمجھا کہ اُس کو کسی اَور نے قتل کردیا ہے۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں فرشتوں کے عمامے سفید تھے اور شملے پشت پر چھوڑے ہوئے۔ اور جنگ حنین میں سرخ عمامے تھے۔

ابن ہشّام نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں فرشتوں کے عمامے سفید تھے صرف جبرائیلؑ کا عمامہ زرد تھا۔

ابن عباس سے ہی روایت ہے کہ جنگ بدر کے سوا کسی اَور جنگ میں فرشتوں نے حرب وضرب نہیں کی صرف تعداد بڑھانے کے واسطے ہی آئے۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ جنگ بدر میں ابوجہل کا جس نے سب سے پہلے مقابلہ کیا وہ معاذ بن عمر بن جموح تھے۔ انہوں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابوجہل اپنے لوگوں کے درمیان اس طرح کھڑا ہے کہ کوئی اُس تک نہیں پہنچ سکتا۔ تب مَیں نے ارادہ کیا اور مَیں کوشش کرکے اُس تک پہنچ گیا۔ پھر شمشیر کی ضرب سے اُس کی آندھی ٹانگ اُڑادی۔ اس پر اُس کے بیٹے عکرمہ نے تلوار کا وار کیا تو میرا بازو شانہ کے پاس سے کٹ کر لٹک گیا۔ اسی حالت میں مَیں سارا دن لڑتا رہا لیکن میرا بڑا حرج ہوتا تھا اس لئے مَیں نے اپنے لٹکے ہوئے بازو کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ کر زور سے کھینچا تو وہ الگ جا پڑا۔ (حضرت معاذ بن عمر نے لمبی عمر پائی اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں حیات تھے)۔

معاذ کے بعد معوذ بن عفراء ابوجہل کے پاس سے گزرے اور اُس پر کئی وار کئے اور نیم جان حالت تک پہنچادیا۔ معوذ نے اُسی روز بعد میں شہادت پائی۔ لڑائی کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی لاش کو تلاش کرنے کا ارشاد فرمایا تو فرمایا کہ تم کو اس کا پتہ نہ چلے تو اس طرح پہچاننا کہ اُس کے گھٹنے پر زخم کا نشان ہے کیونکہ میری ابوجہل سے ایک مرتبہ عبداللہ بن جدعان کے ہاں ایک دعوت کے موقعہ پر لڑائی ہو پڑی۔ ہم دونوں کمسن تھے اور مَیں اُس کی نسبت کمزور تھا لیکن مَیں نے اُسے زور کا دھکا دیا کہ وہ گھٹنوں کے بَل گر پڑا اور اُس کے گھٹنے میں زخم ہوگیا جس کا نشان اب تک موجود ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے اسی نشان کو دیکھ کر ابوجہل کو پہچانا جس میں زندگی کی رمق ابھی باقی تھی۔ آپؓ نے اُس کی گردن پر پاؤں رکھ کر کہا کہ اے دشمنِ خدا! دیکھا تُو نے کہ خدا نے تجھ کو کیسا ذلیل کیا۔ کہنے لگا مجھ کو کس بات سے ذلیل کیا۔ ایک شخص کو تم نے مار ڈالا۔ کیا ہوا! کیا تم نے آج تک مجھ سے بڑھ کر معزز اور صاحبِ رتبہ کو قتل کیا ہے؟ پھر وہ بولا: اے بکریوں کے چرانے والے ذلیل چرواہے! تُو ایسی جگہ پر چڑھ گیا جہاں تجھے چڑھنا نہیں چاہئے تھا۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ پھر مَیں نے اس کا سر کاٹ لیا اور لاکر رسول اللہ کے قدموں میں ڈال کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ دشمنِ خدا ابوجہل کا سر ہے۔ رسول اللہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا: اللہ ہی وہ ذات پاک ہے جس کے سوا کوئی بااختیار معبود نہیں۔

❁ ❁ ❁

محترم کیپٹن حاجی احمد خان ایاز صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 فروری 2011ء میں مکرم فخرالحق شمس صاحب کے قلم سے مکرم محمد مقصود احمد صاحب کی تصنیف ''مجاہد ہنگری'' پر تبصرہ شامل ہے۔

مجاہد ہنگری محترم کیپٹن حاجی احمد خان ایاز صاحب 1909ء میں حضرت چودھری کرم دین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ ایک سادہ، بےتکلّف اور عاجزی سے بھرپور انسان تھے۔ ہر ایک کی مدد کرتے۔ بچپن سے ہی نہایت ذہین تھے اور آپ کو کھاریاں کا پہلا گریجوایٹ ہونے کا فخر بھی حاصل ہوا۔ بعد میں 1934ء میں لاء کالج دہلی سے آپ نے L.L.B. بھی کرلیا۔ ابھی تعلیم سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی وقف کی تحریک پر لبّیک کہنے کی سعادت پائی۔ 1935ء میں حضورؓ نے آپ کو نیشنل لیگ کور کا سالار جیش مقرر فرمایا اور اسی سال دو خطبات جمعہ میں آپ کے کام پر خوشنودی کا اظہار بھی فرمایا۔ 15 جنوری 1936ء کو آپ ہنگری کے مبلغ کے طور پر روانہ ہوئے اور تین سالہ عرصۂ وقف کے دوران ہنگری، پولینڈ اور چیکوسلواکیہ میں احمدیہ مراکز قائم کرنے کی توفیق پائی۔ 1938ء میں وقف کی میعاد پوری کرکے واپس قادیان پہنچے تو حضورؓ نے گجرات میں وکالت شروع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ آپ کھاریاں پہنچے تو پہلے فوج میں بھرتی ہوگئے اور جلد ہی کیپٹن مقرر ہوگئے۔ 1955ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوکر گجرات میں وکالت شروع کی۔ 1974ء کے فسادات کے وقت آپ کھاریاں کے امیر جماعت تھے۔

1985ء میں آپ لندن کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے تو حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کے ارشاد پر ہنگری اور پولینڈ جاکر حالات کا جائزہ لیا اور اپنی پرانی یادیں تازہ کیں۔ پھر واپس پاکستان آگئے۔ 1986ء میں جب آپ جلسہ سالانہ پر گئے تو حضورؒ نے روس کے لئے تیار رہنے کا ارشاد فرمایا لیکن اُن دنوں روس جانے کے راستے بند تھے۔

30/اپریل 2001ء کو آپ نے وفات پائی۔

❁ ❁ ❁

محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 فروری 2011ء میں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے ایک سفید پرندے محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی چند یادیں بیان کی ہیں۔

محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی رحلت کی خبر جماعت کو ملی تو بہت سے لوگ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ بعض کے لئے تو بولنا بھی مشکل ہوگیا۔ دراصل محترم ہیوبش صاحب اپنے مشفقانہ طرزعمل سے لوگوں کے دلوں میں بستے تھے۔ میرا آپ سے تعلق ربوہ میں 1972ء میں قائم ہوا جب آپ پہلی بار ربوہ آئے تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ ہدایت بیگم سوکیہ صاحبہ کا تعلق ماریشس سے تھا جہاں میرے والد (محترم محمد اسماعیل منیر صاحب) کو لمبا عرصہ خدمت کی سعادت ملی تھی چنانچہ یہ چیز بھی ہمارے باہمی تعلق کو مضبوط کرنے کا باعث بنی۔

آپ کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ اس کا اظہار اس سے بھی ہوتا کہ اگر قرآن کریم کے نسخہ پر کوئی کاغذ یا پنسل بھی دیکھتے تو فوراً اُسے ہٹا دیتے۔ ایک مرتبہ قرآن کریم طبع ہوکر آیا۔ آپ نے فوراً پیکٹ کھولا، ایک نسخہ نکالا اور بےاختیار ہوکر اُسے چومنے لگے۔ آپ قرآن کریم کا مطالعہ نہایت گہرائی میں جاکر کرتے۔ چنانچہ قرآن کریم کے مضامین پر آپ کو بہت عبور حاصل تھا۔ کئی بار کسی مضمون سے متعلق ایک مخصوص آیت کی تلاش کرتے۔ اُسی مضمون پر کئی دیگر آیات بھی نظر آتیں لیکن جب تک وہ خاص آیت نہ مل جاتی، آپ چین سے نہ بیٹھتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر جماعت نے جب قرآن کریم کے نسخوں کی نمائشوں کا اہتمام کرنا شروع کیا تو آپ کی خوشی دیدنی تھی۔ آپ نے اپنی ذاتی لائبریری سے کئی نایاب نسخے بھی اس مقصد کے لئے مہیا کئے۔ ادرک کا استعمال بھی اسی لئے اچھا سمجھتے کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔

سنّت رسولؐ کا ہر بات میں خیال رکھتے۔ کسی موسم میں کوئی نیا پھل آتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ طویل دعا پڑھتے جو احادیث کی کتب میں درج ہے۔ صحابہؓ کے اکثر حوالے دیتے۔

آپ قلم کے دھنی تھے۔ جماعت کو جب بھی کسی کتاب یا مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش آتی، سب کی نظریں آپ کی طرف اُٹھتیں۔ سینکڑوں کتب اور رسالے آپ نے تحریر کئے۔ جرمن اور انگریزی میں برجستہ اور عمدہ شاعری کرتے تھے۔ کئی بار جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھنے کے لئے فوری طور پر نظم لکھی جو نہایت اعلیٰ کلام ہوتا تھا۔ اسی طرح ترجمہ کرنے کی مہارت غیرمعمولی تھی۔ ایک بار رسالہ الوصیت کا جرمن ترجمہ نظرثانی کے لئے آپ کو بھجوایا تو آپ نے جائزہ لے کر فرمایا کہ اس میں اتنی غلطیاں ہیں کہ نیا ترجمہ کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ میرا خیال تھا کہ اس میں چند دن لگ جائیں گے لیکن آپ اگلے ہی روز نئے ترجمہ کے ٹائپ شدہ کاغذات لے کر دفتر میں آگئے۔

آپ گہری علمی شخصیت کے مالک تھے اور مزاج میں بذلہ سنجی کا بھی حسین امتزاج تھا۔ حیرت ہوتی کہ آپ کو اس قدر لطائف کیسے یاد ہیں۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اسی موضوع پر ایک کتاب بھی لکھ رہے تھے۔ حافظ اتنا غیرمعمولی تھا کہ بیس بیس سال پرانی باتیں مکمل تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو آٹھ بچے عطا فرمائے جن کی بہت اچھی تربیت کرنے کی توفیق پائی۔ آخری روز بھی گھر پر نماز فجر باجماعت ادا کی۔ بہت سی دعائیں اُنہیں یاد کروائیں۔ خلیفہ وقت سے بہت محبت کرتے اور اپنے تمام ذاتی کام بھی اُن کے مشورہ سے سرانجام دیتے۔

آپ کے پاس کار نہیں تھی لیکن وقت کے اتنے پابند تھے کہ ہر پروگرام کے لئے کچھ دیر پہلے ہی پہنچ جاتے تھے۔ دعوت الی اللہ کے لئے بیماری کے باوجود لمبے سفر سے بھی نہ گھبراتے۔ اگر کبھی دو پروگرام اکٹھے آجاتے تو ایک پروگرام سے معذرت کرلیتے لیکن اپنی بیماری یا ذاتی مصروفیت کی وجہ سے کبھی معذرت نہیں کی۔ دوسروں کی تکلیف کا سن کر بےچین ہوجاتے۔ ایک بار مجھے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا تو کئی لوگوں کو میری صحت کے لئے فون کئے۔ حضور انور کی خدمت میں بھی پیغام لکھوایا۔ تیمارداری کے لئے آئے تو جماعتی رسائل کا ایک تھیلا ساتھ لائے کہ فارغ وقت کا زادِراہ ہوگا۔ پھر جاتے ہوئے نصیحت کی کہ Don't forget your fish. یعنی اپنی عبادات کا بھی خیال رکھنا۔

نواحمدیوں کی تالیف قلب کرتے رہتے۔ دوسروں کو بھی اس بارہ میں زبانی اور تحریری طور پر توجہ دلاتے۔ مختلف نواحمدیوں کے معاملات تحریر کرکے اُن کی مدد کرنے کے لئے کہتے اور بعد میں اس بارہ میں پوچھتے رہتے۔

آپ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ سفید پرندے تھے جن کی آمد کی اطلاع حضورؑ کو کشفاً دی گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بھی اپنے خطبہ جمعہ میں قریباً بیس منٹ تک آپ کی خوبیوں کا تذکرہ کرکے سند قبولیت عطا فرمائی۔

❁ ❁ ❁

محترم عمیر احمد ملک صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 فروری 2011ء میں مکرم عمیر احمد ملک صاحب (شہید لاہور) ابن مکرم ملک عبدالرحیم صاحب کا ذکرخیر مکرم اقبال احمد عابد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم عمیر احمد ملک صاحب کے ساتھ قریباً بیس سالہ گہرے تعلق کی بِنا پر کہہ سکتا ہوں کہ آپ کثرت سے درود شریف پڑھنے والے، خدمت دین کا بھرپور جذبہ رکھنے والے، خلافت کے فدائی، مالی قربانی میں پیش پیش، غرباء کی مدد کرنے والے، عزیز رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے والے نوجوان تھے۔ اکثر اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک بیان کرتے کہ حسب ضرورت خدا تعالیٰ آپ کی ضروریات کا کفیل ہوجاتا اور آپ کی جیب کبھی خالی نہ رہتی۔ ہر سال قادیان کے جلسہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/فروری 2011ء میں مکرم عطاء القدوس طاہؔر صاحب کی سانحۂ لاہور کے حوالہ سے ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

آخری سانس تلک ساتھ نبھانا ہے ابھی
قرض کچھ اور بھی باقی ہے، چکانا ہے ابھی
اب کے آنکھوں سے ٹپکنے نہیں دینا آنسو
مضطرب دل کو بھی اِک راز بتانا ہے ابھی
یوں نہ ہو دیر، بہت دیر مقدّر ٹھہرے
پیار سے پیار کا اِک شہر بسانا ہے ابھی
اپنی آہوں کو دعاؤں میں بدل کے طاہؔر
اپنے بھائیوں کا مجھے سوگ منانا ہے ابھی

میں شامل ہوتے اور نئے سال کا آغاز وہاں کرکے واپس آتے۔ چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ اور متانت نظر آتی۔ مہمان نوازی بڑی محبت سے کرتے۔ عید پر دوستوں کو بھی تحائف دیتے۔ ایک بار وقف عارضی کرنے کی بھی توفیق پائی۔ کسی احمدی کی شہادت کی خبر سنتے تو اُس کی موت کو قابل رشک قرار دیتے اور بڑی حسرت سے اس قربانی کا ذکر کرتے۔ پہلی بیٹی چند ماہ کی ہوکر فوت ہوگئی تو کمال صبر کا نمونہ دکھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی عطا فرمائے۔

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جون 2010ء میں شہید مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عمیر احمد ملک صاحب شہید کے پردادا حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ تھے جو قادیان کے قریب فیض اللہ چک کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا ملک حبیب الرحمٰن صاحب جامعہ احمدیہ میں انگلش پڑھانے کے علاوہ ٹی آئی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ گولڈ کوسٹ، شہید مرحوم کے والد کے تایا تھے۔ شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے بہت ہی فعّال رکن تھے۔ سات سال سے ناظم اشاعت ضلع لاہور تھے۔ اور جماعت کی کمپیوٹر پروفیشنلز کی ایسوسی ایشن کے آڈیٹر رہے اور تین سال سے لاہور چیپٹر کے صدر تھے۔ نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ شہادت کے وقت عمر 36 سال تھی۔ مسجد ماڈل ٹاؤن میں گولیاں لگیں، زخمی حالت میں جناح ہسپتال پہنچ کر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جمعہ کے روز خلافِ معمول نیا سفید جوڑا پہن کر گھر سے نکلے اور والد صاحب نے کہا کہ آج بڑے خوبصورت لگ رہے ہو۔ دفتر کے ملازم نے بھی یہی کہا۔ مسجد بیت النور میں خلافِ معمول پہلی صف میں بیٹھے۔ دہشتگرد کی گولی لگنے سے ہال کے اندر دوسری صف میں الٹے لیٹے رہے۔ فون پر اپنے والد سے باتیں کرتے رہے۔ وہ بھی وہیں تھے اور کہا کہ اللہ حافظ، مَیں جا رہا ہوں اور مجھے معاف کردیں۔ اپنے بھائی کے بارے میں پوچھا اور پانی مانگا۔ ڈائس سے اٹھا کر ایک کارکن نے ان کو پانی دیا۔ آواز بہت ضعیف اور کمزور ہوگئی تھی۔ بہرحال ایمبولینس کے ذریعے ان کو ہسپتال لے جایا گیا۔ بلڈ پریشر بھی نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔ جب ہسپتال پہنچے ہیں تو وہاں والدہ کو آنکھیں کھول کر دیکھا اور والدہ سے پانی مانگا۔ والدہ جب چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں تو ان کی انگلی پر کاٹا صرف یہ بتانے کے لئے کہ میں زندہ ہوں اور پریشان نہ ہوں۔ اندرونی کوئی انجری (Injury) تھی جس کی وجہ سے بلیڈنگ ہو رہی تھی۔ اور آپریشن کے دوران ہی ان کو شہادت کا رتبہ ملا۔ ان کے اچھے تعلقات تھے۔ واپڈا کے کنٹریکٹر تھے، کنسٹرکشن کے ٹھیکے لیتے تھے۔ خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا۔ شہادت پر آنے والے لوگوں نے بتایا کہ عمیر کا معیار بہت اچھا تھا اور ان کے سامنے کوئی بھی چیز مسئلہ نہیں ہوتی تھی۔......

وطن کے لئے شہادت

= روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3 فروری میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق مکرم داؤد احمد صاحب (کانسٹیبل پولیس) ابن مکرم چودھری عطاء محمد صاحب اپنے فرائض کی بجاآوری میں 30 جنوری 2011ء کو مجرموں کی گولیوں کا نشانہ بن کر شہید ہوگئے۔ آپ کی عمر 40 سال تھی اور آپ 1995ء میں کانسٹیبل بھرتی ہوئے تھے۔ آپ کا تعلق ضلع رحیم یارخان کے ایک گاؤں سے تھا۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ایک نڈر، بہادر اور تندہی کے ساتھ فرائض سرانجام دینے والوں میں شامل تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والے تھے۔

آپ کی تدفین ربوہ میں ہوئی۔ پولیس کے سرکاری پروٹوکول میں آپ کی نعش رحیم یارخان سے ربوہ لائی گئی۔ آپ نے پسماندگان میں بوڑھے والدین، ایک بھائی، ایک بہن، بیوہ اور دو ماہ کا بیٹا چھوڑے۔

= روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 فروری میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق مکرم منیر احمد صاحب ابن مکرم محمد یوسف صاحب آف ملاح ملوٹ (اسلام آباد) 10 فروری 2011ء کو ایک خودکُش حملہ کے نتیجہ میں شہید ہوگئے۔ آپ کی عمر 21 سال تھی اور چار ماہ قبل فوج میں بھرتی ہوکر ٹریننگ لے رہے تھے۔ آپ غیرشادی شدہ تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ آٹھ بہن بھائی چھوڑے ہیں۔ آپ کی تدفین گاؤں میں ہی کی گئی۔

محترمہ رمضان بی بی صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 فروری 2011ء میں مکرمہ ن۔ نعیم صاحبہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنی نانی محترمہ رمضان بی بی صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ رمضان بی بی صاحبہ 1893ء میں گاؤں ہرسیاں میں پیدا ہوئیں۔ چھوٹی عمر میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت سے مشرّف ہوئیں لیکن بیعت نہ کی۔ بعد میں آپ کی والدہ اور بہن طاعون سے فوت ہوگئیں۔ آپ کو بھی طاعون کا پھوڑا نکلا لیکن اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔ پھر آپ کی شادی ایک احمدی صدرالدین صاحب سے ہوگئی اور اس طرح خلافت ثانیہ کے آغاز میں آپ بھی بیعت کرکے احمدی ہوگئیں۔ 1938ء میں ہرسیاں پر حملہ کے دوران عورتوں نے آپ کی سرکردگی میں ہی اپنا دفاع کیا۔ اس کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ اور پھر حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے بھی اپنے خطابات میں فرمایا۔

1947ء میں آپ نے اپنے چار بچوں کے ساتھ اس حالت میں ہجرت کی کہ چار ماہ کی ایک بیمار بیٹی کو سارا وقت گود میں اٹھا کر رکھا۔ پاکستان میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک گاؤں میں سکونت اختیار کی۔ 1960ء کی دہائی میں وصیت کرنے کی توفیق پائی۔ آپ رعب داب والی خاتون تھی۔ 1974ء میں جب احمدیوں کا بائیکاٹ کیا گیا تو آپ بازار سے سودا سلف لاکر احمدیوں کے گھروں میں پہنچاتی رہیں۔ اور کنوئیں پر پہرہ ہونے کے باوجود خود جاکر پانی لاتیں اور احمدی گھروں میں دیتیں۔

1990ء میں آپ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے نصیر احمد صاحب (کارکن دارالضیافت) کے ہمراہ ربوہ منتقل ہوگئیں۔ 108 سال کی عمر میں بھی باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرتیں اور اس کے بعد فجر کی نماز تک تلاوت قرآن کرتیں۔ نماز جمعہ باقاعدہ ادا کرنے جاتیں۔ 109 سال کی عمر میں فالج کا حملہ ہوا تاہم ایک ماہ بعد صحتیاب ہوگئیں۔ 21؍جون 2003ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ اس سے چند روز قبل بتایا کہ میرا بھائی (جو اپنی جوانی میں دریا میں ڈوب کر فوت ہوگیا تھا) مجھے لینے تین بار آیا ہے لیکن مَیں اس کے ساتھ نہیں گئی، لیکن اب وہ آیا تو چلی جاؤں گی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑے۔ ایک بیٹے 39 سال کی عمر میں آپ کی زندگی میں ہی وفات پاچکے تھے۔

تائیدالٰہی کے ایمان افروز واقعات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14 فروری 2011ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب (سابق وکیل المال اوّل) کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں جماعتی کاموں کے لئے تائیدالٰہی کے ایمان افروز واقعات کا بیان ہے۔

☆ قریباً 1944ء میں لکھنؤ میں قیام کے دوران ایک کمرہ میں ہم پانچ افراد رہا کرتے تھے۔ صرف مَیں احمدی تھا جبکہ دو کا تعلق اہلسنّت والجماعت سے تھا۔ وہ دونوں جماعت احمدیہ کے عقائد سے بہت متأثر تھے لیکن اُن میں سے ایک صاحب باوجود بار بار کی نصیحت کے، نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ ایک دن جب لیٹ کر وہ رسالہ ''الوصیت'' پڑھ رہے تھے کہ یکایک اُٹھ بیٹھے اور رسالہ کے مضامین کی بڑی تعریف کرنے لگے کہ کاش یہ کتاب مَیں نے طالبعلمی میں پڑھی ہوتی تو خدا کی ہستی کے بارہ میں جو دلائل مجھے اس کتاب میں ملے ہیں ان کے ذریعہ مَیں خدا کے منکروں کو تسلّی بخش جواب دے سکتا۔ پھر انہوں نے غسل کیا اور نماز پڑھی۔ اس پر خاکسار نے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے استخارہ کرنے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کرلی۔ پھر دو تین روز بعد خواب سنائی کہ حضرت اقدسؑ ایک طبیب ہیں اور اس دوست کا معائنہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ کو بیماری تو کوئی نہیں لیکن کمزوری ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ اس خدائی اشارہ کو آپ سمجھ گئے ہیں؟ کہنے لگے کہ ہاں سمجھ تو گیا ہوں لیکن ایک مجبوری کا مقابلہ نہیں کرسکتا کہ میرے والد امام مسجد ہیں اور میرے احمدی ہونے کی صورت میں اُن کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہے گا۔

اسی طرح دوسرے مسلمان دوست نے بھی استخارہ کے نتیجہ میں بڑی واضح خواب دیکھی لیکن اپنی والدہ کی سخت طبیعت کے خوف سے حق قبول کرنے سے ہچکچاتے رہے۔

☆ خاکسار ایک کارکن مکرم فیروز دین صاحب کے ہمراہ جہلم جماعت کے دورہ پر بذریعہ بس ربوہ سے روانہ ہوا تو چنیوٹ سے آگے بس نے جانے سے انکار کردیا کیونکہ کسی سیاسی جلسہ کی وجہ سے بسوں کی پکڑ دھکڑ ہو رہی تھی۔ چنانچہ ہم اُتر کر دوسری کسی بس کا انتظار کرنے لگے۔ آخر ایک بس جانے کے لئے تیار نظر آئی۔ اُس میں بیٹھے لیکن پنڈی بھٹیاں میں اُس کے ڈرائیور نے بھی بس خالی کرنے کو کہا۔ میرے ہمسفر نے کہا کہ ہمیں واپس ربوہ چلے جانا چاہئے۔ مگر خاکسار نے یہ مشورہ قبول نہ کیا کیونکہ وہاں کی جماعت ہماری منتظر تھی۔ ربوہ کے ایک احمدی دوست اپنی کار میں وہاں سے ربوہ جاتے ہوئے گزرے تو میرے ہمسفر نے مجھ پر ایک بار پھر زور دیا کہ واپس چلے جائیں لیکن میری طبیعت نے اسے توکّل کے خلاف سمجھا۔ آخر ایک بس مل گئی مگر حافظ آباد پہنچ کر اُس کے ڈرائیور نے بھی آگے جانے سے انکار کردیا۔ ہم دعا کرتے ہوئے سڑک پر کھڑے ہوگئے۔ دعا کے نتیجہ میں میری طبیعت ریل گاڑی کے سفر کی طرف مائل ہوئی تو ہم ایک تانگہ کے ذریعہ سٹیشن پر پہنچے۔ جہلم کا ٹکٹ خریدا۔ پلیٹ فارم پر بے انتہا رش تھا۔ ہم بھی کھڑے ہوگئے۔ آخر گاڑی آئی لیکن اُس میں تِل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ اسی پریشانی میں میرے ہمسفر گارڈ تک پہنچے اور اُن سے کہا کہ میری تو خیر ہے لیکن میرے ساتھ ایک دوست حاجی ہیں، اگر اُن کو آپ جگہ دیدیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ حاجی کا لفظ سن کر گارڈ صاحب کا دل پسیج گیا اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ میرے ہمسفر نے بھی کھڑے ہونے کی جگہ بنالی اور اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بروقت جہلم پہنچ گئے۔

حج کرنے کی برکت کے نتیجہ میں پاکستان کے بعض علاقوں میں حاجی کے لفظ کو جو تکریم دی جاتی ہے خدا کے فضل سے اُس کا فائدہ کئی بار ہم نے بھی دیکھا۔ ایک بار سکّھر سے روہڑی جانے کی فوری ضرورت تھی لیکن بسوں کی ہڑتال کے باعث بڑی پریشانی تھی۔ تب بھی میرے ہمسفر نے ایک کار والے کو میرے حج کے حوالہ سے بتاکر رضامند کرلیا اور انہوں نے بخوشی ہمیں منزل تک پہنچادیا۔

ایک بار مردان سے نوشہرہ جاتے ہوئے راستہ میں ایک چھوٹی جماعت رسالپور میں بھی حاضری دی۔ لیکن پھر دوبارہ سڑک پر کھڑے ہوکر بس کا انتظار کرنا شروع کیا تو کسی میں گنجائش ہی نہیں ہوتی تھی۔ دعا کی بہت توفیق ملی تو اسی اثناء میں ایک تیز رفتار کار کچھ آگے جاکر رُکی اور پھر واپس آئی۔ دیکھا تو اُس میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بھائی مکرم چودھری عبدالوہاب صاحب تھے۔ انہوں نے وہاں کھڑے ہونے کا مقصد دریافت کیا اور پھر ہمیں اپنی کار میں سیدھا نوشہرہ کی احمدیہ مسجد میں پہنچادیا۔

محترم حافظ محمد عبداللہ صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 فروری 2011ء میں مکرم مبشر احمد عابد صاحب مربی سلسلہ کے قلم سے محترم حافظ محمد عبداللہ صاحب (والد محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت حافظ صاحب کا تعلق پنڈی بھٹیاں سے تھا۔ آپ اندازاً 1900ء میں پیدا ہوئے۔ 1919ء میں پہلی بار قادیان گئے لیکن دل احمدیت کی طرف مائل نہ ہوا۔ آخر اپنے بھائی محترم عبدالعظیم صاحب اور دیگر بزرگوں کی تبلیغ کے بعد مطالعہ کے نتیجہ میں 1935ء میں احمدیت قبول کرلی اور اسی سال جلسہ سالانہ پر گئے اور اپنے آٹھ سالہ بیٹے (محترم دوست محمد شاہد صاحب) کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا آئے۔ 1962ء میں حضرت حافظ صاحب نے اپنی زندگی بھی وقف کردی اور بطور معلّم مختلف جماعتوں (خصوصاً جل بھٹیاں اور عنایت پور بھٹیاں) میں متعیّن رہے۔ سفری سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے دیہاتوں کا پیدل دورہ کرکے تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیتے۔ غیرازجماعت لوگوں سے ایسا تعلق رکھا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز باجماعت پڑھ لیتے۔ ایک چھوٹے سے کمرہ میں رہائش تھی۔ سامنے شریں کا درخت تھا جس کے نیچے کئی گھنٹے بچوں کو نماز قرآن سکھاتے رہتے۔ احمدی اور غیر بھی آپ سے فیضیاب ہونے کیلئے وہاں آتے۔ ہرکوئی یہی سمجھتا کہ آپ اُس سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ 1974ء کے ابتلاء میں جماعت کی بہت ڈھارس بندھائی۔ کبھی لوگ اگر محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی خدماتِ دینیہ کی تعریف کرتے تو آپ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہی کہتے کہ لوگ اپنے باپوں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں اور مَیں اپنے بیٹے کی وجہ سے پہچانا جاتا ہوں۔

حضرت حافظ صاحب فروری 1978ء میں وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم فروری 2011ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

لذتیں بکھری ہوئیں ہیں شش جہت میں ہر طرف
ذوق گر تجھ میں نہیں تو ان کا انکاری نہ ہو
غور کر تیرے ہی اندر کوئی بیماری نہ ہو

....

دل کی لذّت ہے، مگر اُس یار کی پہچان میں
اِک سرورِ بے کراں دلدار کی پہچان میں
نُور جس دل میں نہ ہو، وہ جان سکتا ہی نہیں
بے نشاں محبوب کو وہ مان سکتا ہی نہیں
عقل کے جلتے ہیں پَر، اس کو سمجھ آتی نہیں
دل کی لذّت ظاہری حِس میں سما پاتی ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 01, 2015 – May 07, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 01, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 11-19 with Urdu translation.
00:35	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'prayer.
00:50	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 51.
01:15	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque: Recorded on May 18, 2013.
02:45	Spanish Service: Programme no. 12.
03:20	Pushto Muzakarah: Discussion about Seerat Hadhrat Musleh Ma'ood (ra).
03:55	Tarjamatul Quran Class: Surah Az-Zumar, verses 76, Al-Mumin, verses 1-23. Class no. 242. Recorded on April 22, 1998.
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 39.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 259-262 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'justice and equity.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 50.
06:50	Tour Of Spain: Recorded on April 30, 2013.
07:45	The Casa Loma
08:15	Rah-e-Huda: Recorded on April 11, 2015.
07:45	Hijrat: Programme no. 10.
08:20	Rahe Huda: Recorded on April 18, 2015.
09:50	Indonesian Service
10:50	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 66.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:40	Tilawat: Surah At-Tahreem, verses 1-13.
13:55	Seerat-un-Nabi: The topic is 'the way Holy Prophet Muhammad (saw) used to pray and worship'.
14:20	Shotter Shondhane: Recorded July 07, 2011.
15:25	Dua-e-Mustajaab: Programme no. 34.
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Tour Of Spain [R]
19:30	The Casa Loma [R]
20:15	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 18, 2015.

Saturday May 02, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 259-262 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Quran [R]
01:00	Tour Of Spain [R]
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2015.
03:20	Rahe Huda [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 54.
06:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 28-37 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Islam and its distinctive characteristics'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 29, 2013.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 62.
09:00	Question And Answer session: Recorded on October 25, 1996. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on May 1, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Al-Muddaththir, verses 1-57.
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Live Shotter Shondane
16:05	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 170.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday May 03, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat [R]
00:55	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
01:20	Jalsa Salana Germany Address [R]
02:30	Story Time [R]
02:45	Friday Sermon [R]
03:55	Shotter Shondhane [R]
06:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 38-46 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no.52.
06:50	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
08:00	Faith Matters: Programme no. 170.
09:05	Question And Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on March 28, 2014.
12:10	Tilawat: Surah As-Qiyaamah, verses 1-41.
12:20	Yassarnal Quran [R]
12:50	Friday Sermon: Recorded on May 1, 2015.
14:00	Live Shotter Shondhane
16:10	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:40	Kids Time: Programme no. 40.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:40	Roots To Branches
21:15	Open Forum
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday May 04, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 38-46 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Quran [R]
01:00	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
02:10	Roots To Branches [R]
02:45	Muslim Scientists
03:05	Friday Sermon [R]
03:55	Shotter Shondane [R]
06:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 47-56 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: Sayings on the Holy Prophet Muhammad (saw) on Islam and its distinctive characteristics.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
07:00	Reception In Beverly Hills: Recorded on March 14, 2015.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih Ma'ood
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on May 4, 1998.
09:55	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on January 9, 2015.
11:05	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat: Surah Ad-Dahr, verses 1-32.
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 17, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani: Programme no. 5.
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on May 2, 2015.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Reception At The Houses of Parliament
19:30	Somali Service: Programme no. 13.
20:00	Seerat Hazrat Masih Ma'aood
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Himachal Pardesh [R]
23:00	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday May 05, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:30	Dars-e-Hadith [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:10	Reception In Beverly Hills [R]
02:30	Kids time: Programme no. 41.
03:00	Friday Sermon [R]
03:55	Himachal Pardesh [R]
04:25	Medical Matters: Programme no. 1.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 58.
06:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 57-66 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'dream and manifestation'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no, 53.
07:00	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on May 26, 2012.
08:05	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 13.
08:25	Australian Service
08:55	Question And Answer Session: Recorded on May 06, 1984.
10:10	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 01, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Al-Mursalaat, verses 1-51.
12:25	Dars-e-Malfoozat [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 170.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 5.
15:35	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 13.
16:00	Press Point: Recorded on April 19, 2015.
17:05	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 18.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 1, 2015.
20:30	Aao Urdu Seekhain [R]
21:00	Press Point [R]
22:00	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday May 06, 2015

00:20	World News
00:35	Tilawat [R]
00:45	Dars-e-Malfoozat [R]
00:55	Yassarnal Quran [R]
01:20	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
02:25	Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:40	Aao Urdu Seekhain [R]
03:00	Australian Service [R]
03:30	Noor-e-Mustafwi [R]
03:45	Press Point [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 63.
06:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 67-75 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'the importance of the reciting Ayat-ul-Qursi'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
06:55	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 30, 2013.
08:00	Shaam-e-Ghazal
08:50	Question And Answer Session: Part 2, recorded on October 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on May 1, 2015.
12:05	Tilawat: Surah An-Naba, verses 1-41.
12:20	Al-Tarteel [R]
12:50	Friday Sermon: Recorded on July 17, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 65.
15:45	Kids Time: Programme no. 40.
16:25	Faith Matters: Programme no. 169.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	French Service: Horizons d'Islam. Episode 21
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:05	Kids Time: Programme no. 40.
21:55	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on April 25, 2015.

Thursday May 07, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:15	Jalsa Salana Germany Address [R]
02:20	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
02:55	Shaam-e-Ghazal [R]
03:40	Faith Matters [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 63.
06:05	Tilawat: Surah Al-Imraan, verses 76-82 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 53.
06:50	Tabligh Seminar Germany: Recorded on June 29, 2013.
08:00	Beacon Of Truth: Recorded on March 08, 2015.
09:00	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Mumin, verses 24-51 Class No. 243. Recorded on April 28, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:20	Japanese Service: Programme no. 13.
12:00	Tilawat: Surah An-Naazi'at, verses 1-47.
12:10	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth [R]
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on May 1, 2015.
15:05	Aao Urdu Seekhain
15:25	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Bal Sal
16:05	Persian Service: Programme no. 26.
16:40	Tarjamatul Quran Class [R]
17:40	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Live Hiwar-ul-Mubashir: An Arabic discussion programme.
20:40	Faith Matters: Programme no. 168.
21:40	Tarjamatul Quran Class [R]
22:55	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 01 May , 2015 | Issue No. 18

عورت بھی معاشرے کا اسی طرح اہم حصہ ہے جس طرح مرد۔ اور دونوں اگر صحیح ہوں گے تو اگلی نسل بھی صحیح طریق پر پروان چڑھے گی

(آیات قرآنیہ کے حوالہ سے مردوں اور عورتوں کو مختلف معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں نہایت اہم نصائح)

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر 21/اگست 2004ء کو بمقام منہائیم جرمنی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِّمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر:19)

کسی بھی قوم یا معاشرے کی ترقی کا زیادہ تر دارومدار اس قوم کی عورتوں کے اعلیٰ معیار میں ہے۔ اس لئے اسلام نے عورت کو ایک اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔ بیوی کی حیثیت سے بھی ایک مقام ہے اور ماں کی حیثیت سے بھی ایک مقام ہے۔ مردکو وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: 20) کہہ کر یہ ہدایت فرمادی کہ عورت کا ایک مقام ہے۔ بلاوجہ بہانے بنا بنا کر اسے تنگ کرنے کی کوشش نہ کرو۔ یہ عورت ہی ہے جس کی وجہ سے تمہاری نسل چل رہی ہے۔ اور کیونکہ ہر انسان کو بعض حالات کا علم نہیں ہوتا اور مرد اس کم علمی کی وجہ سے عورتوں پر بعض دفعہ زیادتی کر جاتے ہیں اس لئے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ اپنی اس کم علمی اور بات کی گہرائی تک نہ پہنچنے کی وجہ سے تم ان عورتوں سے ناپسندیدگی کا اظہار کرو، انہیں پسند نہ کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ جس کو ہر چیز کا علم ہے، جو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، اس نے اس میں تمہارے لئے بہتری کا سامان رکھ دیا ہے۔ اس لئے عورت کے بارے میں کسی بھی فیصلے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

اسی طرح ماں کی حیثیت سے عورت کا یہ مقام بتایا کہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔ یعنی عورت کی تربیت ہی ایسی ہے جو بچوں کو جنتوں کا وارث بنا سکتی ہے۔ پھر مردوں کو یہ بھی فرمایا کہ عورت کے جذبات کا بھی خیال رکھا کرو جیسے فرمایا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (النحل:73) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تم میں سے ہی تمہارے جیسے جذبات رکھنے والی بیویاں بنائی ہیں۔ یعنی مردوں کو یہ تلقین فرمادی کہ بلاوجہ ذرا ذرا سی بات پر عورتوں سے بدکلامی یا تلخی کا سلوک نہ کرو۔ وہ بھی انسان ہیں، ان کے بھی تمہارے جیسے جذبات ہیں۔ ان سے ہی تمہاری نسل چل رہی ہے۔ اگر ان کو بلاوجہ کے صدمات پہنچاؤ گے تو ہوسکتا ہے کہ تمہاری نسل ہی تمہارے خلاف ہو جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عورت پر مرد کے ظلم کی وجہ سے، سختی کی وجہ سے جبکہ عورت فرمانبرداری دکھانے والی بھی ہو اور اطاعت گزار بھی ہو مرد کا کہنا ماننے والی بھی ہو، اس کے گھر کی حفاظت بھی کرنے والی ہو، اس کے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والی بھی ہو اگر پھر بھی مرد اس پر زیادتی کرتا ہے تو یہ ظلم اور زیادتی ہوگی۔ پھر چونکہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو عورت کے تقویٰ پر قائم رہنے کی دلیل ہیں تو مرد کے بے جا ظلم کی وجہ سے بعض دفعہ اولاد اپنے باپ کے خلاف ہو جاتی ہے۔ تو دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق و جذبات کا خیال رکھا ہے۔ فرمایا اس لئے اپنے اوپر کنٹرول رکھو اور اس طرح تم نہ صرف عورت کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوگے بلکہ اپنے اور اپنی اولاد کا بھی بھلا کر رہے ہوگے۔

جیسے کہ مَیں نے کہا، بعض دفعہ اولاد صرف اس لئے بگڑ جاتی ہے، باپ کی نافرمان ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے حسن سلوک نہیں کرتے۔ پھر یہ بھی حکم دیا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لباس ہیں یعنی مرد اور عورت ایک دوسرے کے راز دار بھی ہیں۔ یہاں مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے۔ یہ راز داری ہمیشہ راز داری ہی رہنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی جھگڑے ہوئے تو ایک دوسرے کی غیر ضروری باتوں کی تشہیر شروع کر دو، لوگوں کو بتانا شروع کر دو۔ پھر یہ بھی ہے کہ خاوند بیوی کے اگر آپس میں اچھے تعلقات ہیں، معاشرے کو پتہ ہے کہ اچھے تعلقات ہیں، تو معاشرے میں بھی عورت اور مرد کا ایک مقام بنا رہتا ہے۔ کسی کو نہ عورت پر انگلی اٹھانے کی جرأت ہوتی ہے اور نہ کسی کو مرد پر انگلی اٹھانے کی جرأت ہوتی ہے۔ تو یہاں خاوند اور بیوی کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ نہ مرد، عورت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے اور نہ عورت، مرد کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے۔ فرمایا کہ اس سے نہ صرف تم اپنی گھریلو زندگی خوشگوار بناؤ گے، اچھے تعلقات رکھ کر، بلکہ اپنی نسلوں کو بھی محفوظ کر رہے ہوگے۔ ان کو محفوظ کرنے کے بھی سامان کر رہے ہوگے۔ تو اس طرح بہت سے حقوق اور فرائض اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے رکھے ہیں اور دونوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ ان کی ادائیگی کریں۔ عورت بھی معاشرے کا اسی طرح اہم حصہ ہے جس طرح مرد۔ اور دونوں اگر صحیح ہوں گے تو اگلی نسل بھی صحیح طریق پر پروان چڑھے گی، اس کی تربیت بھی صحیح ہوگی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اسی لئے نکاح کے خطبے میں جس میں سے ایک آیت کی مَیں نے تلاوت کی ہے، انہی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو تقویٰ پر قائم رہنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ ان میں آپس کے پیار اور محبت کے تعلقات کے بارے میں بھی فرمایا ہے۔ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کے بارے میں بھی فرمایا ہے۔ پھر سچ پر قائم رہنے کے بارے میں بھی فرمایا ہے کیونکہ سچ پر قائم رہ کر ہی ایک دوسرے پر اعتماد قائم ہوتا ہے اور سچ پر قائم رہ کر ہی آپس کے تعلقات کو اچھی طرح ادا کر سکتے ہو اور سچ پر قائم ہو کر ہی اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کر سکتے ہو اور ان کو معاشرے کا ایک مفید وجود بنا سکتے ہو۔

بہت سے جھگڑے خاوند بیوی کے اس لئے ہو رہے ہوتے ہیں کہ بے اعتمادی کا شکار ہوئے ہوتے ہیں۔ عورت کو شکوہ ہوتا ہے کہ مرد سچ نہیں بولتا۔ مرد کو شکوہ ہوتا ہے کہ عورت سچ نہیں بولتی اور اس کو سچ بولنے کی عادت ہی نہیں۔ اور اکثر معاملات میں یہ ایک دوسرے پر الزام لگا رہے ہوتے ہیں کہ میرے سے غلط بیانی سے کام لیا یا مستقل ہر بات میں غلط بیانی کرتے ہیں یا کرتی ہے۔ پھر سچ پر قائم نہ رہنے کی وجہ سے بچوں پر بھی اثر پڑتا ہے اور بچے بھی جھوٹ بولنے کی عادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پھر یہ بھی نصیحت ہے کہ اگر تم اس طرح سچ پر قائم رہو گے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرتے رہو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری ان کوششوں کے نتیجہ میں تمہاری اصلاح کرتا رہے گا۔ تمہیں نیکیوں پر چلنے کی توفیق دیتا رہے گا۔ تمہارے گناہوں سے، تمہاری غلطیوں سے، صَرفِ نظر کرتے ہوئے تمہارے گھروں کو جنت نظیر بنا دے گا۔ اور یاد رکھو کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے سے ہی تمہیں فوز عظیم یا بڑی کامیابی عطا ہوگی۔ اور بڑی کامیابی کیا ہے؟ ہر کوئی یہ چاہتا ہے، ہر مومن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ بڑی کامیابی حاصل کرے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنتوں کو حاصل کرنا۔ اور یاد رکھو یہ کامیابیاں اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا حصول اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اپنے اعمال پر نظر نہ ہو۔ حقوق اللہ بھی ادا کرو اور حقوق العباد بھی ادا کرو۔ جب تک یہ دونوں حقوق ادا نہیں ہو رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔

جیسا کہ مَیں نے کل کے خطبے میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے جو درجے ہیں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے، اللہ کا خوف اور اس کی خشیت کو دل میں قائم کرتے ہوئے، ان میں سے ہر ایک پر قدم رکھنا ضروری ہے۔ ان میں سے ہر ایک پر قدم رکھنا ہوگا۔ ہر حکم کو بجالانا ہوگا۔ تب ہی فلاح بھی حاصل کرو گے اور جنتوں کے بھی وارث ٹھہرو گے۔ اور وہ حکم ہیں (کل مَیں نے گن کر بتائے تھے۔) پہلا یہ ہے کہ اپنی نمازوں کو خشوع وخضوع سے، عاجزی سے ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو تو یہ سوچ کر کہ خدا میرے سامنے ہے پھر اس سے مانگو۔ اپنے لئے بھی مانگو، اپنے خاندوں کے لئے بھی مانگو، اپنی اولاد کے لئے بھی مانگو کہ اے اللہ تُو ہی ہمیں نیکیوں پر قائم رکھنے والا ہے۔ تُو ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری عبادات بجا لا سکیں۔ اے اللہ ہمیں، ہماری اولاد اور ہمارے خاوندوں کو ان نیکیوں پر قائم کر۔ اور نماز کے بارے میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو تو عاجزی دکھاتے ہوئے۔ یہ عاجزی اس وقت پیدا ہوگی جب یہ احساس ہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں۔ حدیث میں ہے کہ اگر یہ نہیں، یہ احساس نہیں کہ مَیں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو کم از کم یہ احساس ضرور ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ تبھی عاجزی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور عبادات میں بھی توجہ تبھی قائم رہے گی جب مختلف قسم کی جو لغویات اور فضول باتیں ہیں ان سے بچیں گی۔ اس کے لئے کوشش بھی کریں اور نمازوں میں بھی دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اور ہمارے خاوندوں کو ان سے بچا، ان لغویات سے بچا۔

عورتوں کو خاص طور پر بیٹھ کر باتیں کرنے کی، لغو باتیں کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے۔ ویسے یہ مردوں کو بھی ہے۔ اس سے بہرحال بچنا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ فلاں کے کپڑے ایسے ہیں، فلاں کا گھر ایسا ہے، فلاں کے بچوں کو یہ یہ گندی عادتیں ہیں، فلاں میاں بیوی کے ایسے تعلقات ہیں۔ یہ ساری فضول باتیں ہیں، لغو باتیں ہیں۔ اگر تو واقعی ایسے ہیں تو تمہارا کام یہ ہے کہ دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو کہ وہ بھی ہمارے بھائی بند ہیں، وہ بھی ہماری بہنیں ہیں، اللہ تعالیٰ بہتر کرے۔ اور اگر یہ یہ برائیاں ہیں، یہ خامیاں ہیں تو وہ دور ہو جائیں۔ اگر وہ لوگ ایسے نہیں اور یہ باتیں تم صرف باتوں کا مزہ لینے کے لئے کر رہے ہو تو یہ گناہ ہے۔ اور اسلام نے عورت کا جو مقام رکھا ہے یا جس مقام کی توقع کی ہے اس کا یہ تقاضا ہے کہ ہر عورت، خاص طور پر ہر احمدی عورت، ان لغویات اور گناہ کی باتوں سے پرہیز کرے۔

پھر فرمایا جب نمازوں میں توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرو گے اور لغویات سے بھی پرہیز کرنے کی کوشش کرو گے پھر اگلا قدم زکوٰۃ کی ادائیگی ہے یا مالی قربانی ہے۔ عورتوں پر عموماً زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ یہاں ان ملکوں میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب کشائش پیدا ہو چکی ہے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ زیور بنایا ہوا ہے۔ تقریباً ہر ایک پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہوگی۔ کیونکہ جو نصاب مقرر ہے جو زکوٰۃ کے لئے شرائط ہیں ان کے مطابق تقریباً پاکستانی کرنسی میں تو ڈیڑھ تولے سونے کے برابر زیور پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں